مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان
ہفت روزہ

ختمِ نبوّت

کراچی

ایک پیغام، امت محمدیہ کے نام

قادیانیوں کی حالیہ سرگرمیوں اور خفیہ عزائم سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنا دجل و فریب پاکستان کے علاوہ پوری دنیا میں پھیلانے کی انتہائی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اس لئے موجودہ صورت حال کے پیش نظر تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اپنی تمام تر کوششیں بروئے کار لائیں۔

شمارہ (۲۴، ۲۵) | ۲ صفر تا ۸ صفر ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹ نومبر تا ۲۵ نومبر ۱۹۸۲ء | جلد (۱)

خصائل نبوی برشمائل ترمذی

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کا ذکر

فائدہ اس باب میں مصنف نے سولہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ لباس کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ آدمی کا لباس کوئی واجب ہوتا ہے کوئی مستحب کوئی حرام کوئی مکروہ اور کوئی مباح۔ آدمی کو لباس کے وقت اہتمام سے ضروریات کی طرف رغبت اور مکروہ ... سے اجتناب ہونا چاہیے۔ واجب وہ مقدار لباس ہے جس سے ستر عورت کیا جائے۔ اور مندوب وہ ہے جس کے پہننے کی شریعت میں ترغیب آئی ہو جیسے عمدہ کپڑا عید الفطر کے لیے اور سفید کپڑا جمعہ کے لیے۔ مکروہ وہ ہے جس کے نہ پہننے کی ترغیب آئی ہو جیسے غنی کے لیے ہمیشہ پھٹے پرانے کپڑے پہننا۔ حرام وہ ہے جس کے پہننے کی ممانعت آئی ہو جیسے مرد کے لیے ریشمی کپڑا بلا عذر پہننا۔

باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱: حدثنا محمد بن حمید الرازی انبانا الفضل بن موسیٰ وابو تمیلۃ وزید بن حباب عن عبد المؤمن ابن خالد عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ام سلمۃ قالت کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القمیص

۲: حدثنا علی بن حجر حدثنا الفضل بن موسیٰ عن عبد المؤمن بن خالد عن عبد اللہ بن بریدہ عن ام سلمۃ قالت کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القمیص

۱، ۲: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب کپڑوں میں کرتے کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔

فائدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کو زیادہ پسند فرمانے کی وجوہ علماء نے مختلف تحریر فرمائی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے بدن اچھی طرح ڈھک جاتا ہے بخلاف تہبند وغیرہ کے۔ بعض کی رائے ہے کہ یہ بہ نسبت ... کم خرچ ہوتا ہے بخلاف بعض ... زیادہ ... ہونے کی وجہ سے بخلاف چادر کے۔

بندہ ناچیز کے نزدیک اس کی وجہ ظاہر یہ ہے کہ کرتہ میں ستر عورت بھی اچھی طرح ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ تجمل اور زینت بھی اچھی ہو جاتی ہے۔ برخلاف اور کپڑوں کے کہ ان سے یا تجمل میں کمی رہے گی۔ جیسے لنگی یا ستر عورت میں جیسے چادر۔ اس باب کی آٹھویں حدیث بظاہر اس حدیث کے مخالف ہے اس کے ساتھ تعلق اسی جگہ ذکر کی جائے گی۔

۳۔ حدثنا زیاد بن ایوب البغدادی حدثنا ابو تمیلۃ عن عبد المؤمن بن خالد عن عبد اللہ بن بریدہ عن امہ عن ام سلمۃ قالت کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبسہ القمیص۔

۳: ایسے ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بعض لوگوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پہننے کے لیے سب کپڑوں میں سے کرتہ زیادہ پسند تھا۔

فائدہ ملا علی قاری نے دمیاطی سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ سوت کا بنا ہوا تھا جو زیادہ لمبا بھی نہ تھا۔ اور اس کی آستین بھی زیادہ لمبی نہ تھی۔ بیجوری نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف ایک ہی کرتا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول صبح کے کھانے میں سے شام کے کھانے کے لیے بچا کر رکھنے کا نہ تھا نہ شام کے کھانے میں سے صبح کے لیے بچانے کا تھا اور کوئی کپڑا کرتہ یا چادر یا لنگی یا جوڑا دو عدد نہ تھے۔ مناوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ زیادہ لمبا نہ تھا نہ اس کی آستینیں لمبی ہوتی تھیں۔ دوسری حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ ٹخنوں سے اونچا ہوتا تھا۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ نصف پنڈلی تک ہونا چاہیے۔

فہرست

(۱) خصائل نبوی ــــــــــ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب (۱)

(۲) اداریہ ــــــــــ عبد الرحمن یعقوب باوا (۲)

(۳) میں قادیانیت سے کیوں تائب ہوا ــــــــــ ڈاکٹر محمد اسماعیل نائیجیریا (۳)

(۴) فیصلۂ جیمس آباد ــــــــــ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری (۴)

(۵) گمراہی کا اصل سبب ــــــــــ علی اصغر چشتی ایم اے ایل ایل بی (۵)

(٦) بیروت کا المیہ ــــــــــ مولانا ابو الحسن علی ندوی (٦)

(۷) بائبل پر تحقیق ــــــــــ پروفیسر احسان الحق رانا (۷)

شعبۂ کتابت

حافظ عبد الستار واحدی

حافظ محمد اکرام — غلام رسول تبسم

ختم نبوت ۳

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبد الرحمن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

منیجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی

فی پرچہ:- ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	٦۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن، عراق	
شام	۲۴۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۸۰ روپیہ
افریقہ	۳۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱٦۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر:- عبد الرحمن یعقوب باوا

طابع:- کلیم الحسن نقوی انجمن پریس، کراچی

مقام اشاعت:- ۲۰/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ ؛ اما بعد

قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے

بہاولپور میں ہماری جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے وہاں کے ڈپٹی کمشنر کو قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی شر انگیزیوں کی جانب توجہ دلاتے ہوئے ایک درخواست میں لکھا ہے کہ "محمود احمد ڈسٹرکٹ منیجر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ بہاولپور، مرزائی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے اور آئے دن اپنے ماتحت ملازمین کو پریشان کرتا رہتا ہے اور مختلف حیلوں اور بہانوں سے انہیں ارتداد کی تبلیغ کرتا رہتا ہے۔

چنانچہ حال ہی میں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے تین ملازمین ہمارے پاس آئے اور حلفیہ بیان دیا کہ منیجر مذکور نے ہمیں بارہا دعوت دی ہے کہ مرزائیت قبول کر لو — لٹریچر دیا — اور کہا کہ ہمارے مذہب کو قبول نہیں کرو گے تو سنگین نتائج بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

حضور والا۔ آپ جیسے نیک سیرت اور مسلمان افسر کی موجودگی میں مسلمان ملازمین پر زیادتی ہو تو یہ انتہائی پریشان کن معاملہ ہے۔ پورے شہر میں مرزائی مذکور کے خلاف غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ قبل ازیں کہ امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو۔ منیجر مذکور کو فی الفور بہاولپور سے تبدیل کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔"

مذکورہ خط کی نقلیں ڈی ایم ایل اے بہاولپور، ڈی آئی جی بہاولپور، ایس پی اور مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ذمہ داروں کو بھی بھیجی گئیں۔

ہم اس واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسے تمام سرکاری ملازمین کو جو اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیت کی تبلیغ میں سرگرم عمل ہیں، انہیں نہ صرف برطرف کیا جائے بلکہ ارتداد اور ختم نبوت کے خلاف تبلیغ کرنے پر گرفتار کر کے انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ خصوصاً بہاولپور کے اس واقعہ کا نوٹس لے کر اس پر فوری کارروائی کی جائے۔

پاکستان کے کلیدی عہدوں پر فائز مرزائی افسران پر ہمیں بالکل اعتماد نہیں ہے۔ ان کی وفاداریاں مشکوک ہیں۔ وہ ربوہ کی ہدایات کو سرکاری ہدایات پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔

قادیانیوں کے دوسرے سربراہ مرزا بشیر الدین نے کسی زمانے میں اپنی جماعت کو یہ ہدایات جاری کی تھیں کہ "تمام محکموں میں گھس جاؤ تاکہ جماعتی مفاد کی حفاظت ہو سکے" آج سرکاری عہدوں پر فائز مرزائی اپنے دفاتر میں بیٹھ کر نہ صرف جماعتی مفادات کا خیال رکھتے ہیں بلکہ انہوں نے ان سرکاری دفاتر کو قادیانیت کی تبلیغ کا اڈا بنا رکھا ہے۔

قادیانی افسران کے بارے میں اپنے ماتحت، مسلمان ملازمین کو پریشان کرنے کی شکایات عام طور پر

سنی جاتی ہیں اور کسی بہانے انہیں نکلوا کر قادیانیوں کی بھرتی کرنا ان کا معمول بن چکا ہے۔ چودھری ظفر اللہ خاں قادیانی ایم ایم احمد، قادیانی، ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی جیسے لوگوں نے جس طرح سرکاری عہدوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک و ملت کو جو نقصان پہنچایا ہے۔ وہ اندازے سے باہر ہے۔

ہم اس سلسلے میں مسلمانانِ پاکستان کا دیرینہ مطالبہ دہرائیں گے کہ قادیانی امت کے افراد ہرگز مملکت خداداد پاکستان کے وفادار نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ان تمام قادیانیوں کو جو کلیدی عہدوں پر فائز ہیں انہیں اپنے عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

اسلامی نظام کا نفاذ کیجیے

گذشتہ دنوں گورنر سندھ جناب ایس ایم عباسی نے کل پاکستان اسلامی مزدور کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کے دوران فرمایا کہ "موجودہ حکومت ملک میں قرآن و سنت کے مطابق معاشرہ قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے جبکہ ماضی میں کسی منتخب حکومت نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں سوائے اسلام کے کسی ازم کے نفاذ کی کوئی گنجائش نہیں۔"

ہم گورنر سندھ کے اس بیان سے پوری طرح متفق ہیں اور دعا کرتے ہیں اللہ کرے وہ دن جلد آئے کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو قیام پاکستان کا اولین مقصد یہ تھا کہ یہاں اسلام کا نفاذ ہو۔

گورنر سندھ نے یہ کہکر کہ پاکستان میں سوائے اسلام کے کسی ازم کی گنجائش نہیں مسلمانانِ پاکستان کے دلوں کی ترجمانی کی ہے۔ ہم انہیں نشاندھی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ ملک میں ایک ایسا ٹولہ موجود ہے۔ جو یہ نہیں چاہتا کہ یہاں اسلام کا نفاذ ہو بلکہ کسی اور ازم کے نفاذ کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ وہ ٹولہ قادیانی امت ہے۔

اس وقت قادیانی امت کے سربراہ مرزا طاہر دنیا پر غالب آنے اور پورے پاکستان کے مسلمانوں کو مرزائی بنانے کی کسی اسکیم کی تیاریوں میں مصروف نظر آتے ہیں اور آئے دن قادیانی روزنامہ الفضل میں اس کا اعلان ہوتا رہتا ہے۔

گذشتہ سال چودھری ظفر اللہ خان قادیانی اپنے ایک انٹرویو میں یہ کہہ چکے ہیں کہ "پاکستان والوں نے ہم میں شامل ہونا ہے" اس طرح مرزائی امت مملکت خداداد پاکستان میں اسلام کے سوا "قادیانی ازم" کی نفاذ کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

ہم اس سلسلے میں ارباب اقتدار سے عرض کریں گے کہ وہ مرزائیوں کے عزائم کا نوٹس لیں اور ملک میں جتنی جلدی ممکن ہو سکے مکمل اسلامی نظام نافذ کریں تاکہ قادیانیت کے انسداد کے ساتھ ساتھ معاشرہ میں جو فساد پیدا ہو گیا ہے اور برائیاں جنم لے رہی ہیں اس کا خاتمہ بھی ہو سکے۔

پاکستان کے استحکام کا راز اسی میں مضمر ہے کہ فوری طور پر اسلام کا نفاذ کیا جائے اللہ تعالیٰ ہمیں پاکستان میں اسلامی نظام کی نفاذ کی کوشش میں مدد فرمائے۔ (آمین)

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

قبول اسلام

میں قادیانیت سے کیوں تائب ہوا؟

ترجمہ: اقبال حسین انصاری

از:- پروفیسر ڈاکٹر اسماعیل (اے ب) بالوغون۔ شعبہ عربی و اسلامیات جامعہ ابادان ابادان - نائجیریا۔

میں اللہ کے سامنے بہ قسم یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں قادیانی فرقہ اور ان کے مذہب قادیانیت کے خلاف کسی قسم کا ذاتی بغض و کینہ نہیں رکھتا۔ میرا یہ پختہ ایمان ہے کہ ہر شخص ذاتی طور پر اپنے دین اور اپنے اختیار کردہ مذہب کے لئے اللہ کے سامنے خود ذمہ دار اور جواب دہ ہے۔ قادیانیت سے توبہ کے سلسلے میں میری اس تحریر کا اصل مدعا بالکل واضح الفاظ میں صرف یہ اعلان کر دینا ہے کہ میری تحقیق کے مطابق (قادیانیت) اسلام نہیں ہے۔ یہ اعلان اس لئے بھی ضروری ہو گیا ہے کہ اکثر و بیشتر موقع پر میں نے محسوس کیا کہ قادیانیت کے ساتھ میری وابستگی، دوسروں کو قادیانی مذہب اپنانے میں معاون ثابت ہو رہی ہے۔

اس لئے جب قادیانیت کی اصل حقیقت مجھ پر منکشف ہوئی تو میں نے اپنی ذمہ داری اور بوجھ سے سبکدوش ہونے کی کوشش کی اور دل میں یہ بات آئی کہ اس حقیقت سے انہیں بھی باخبر کروں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھ پر منکشف کیا ہے۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ (النحل)

موجودہ کاوش سے میرا مقصد دراصل یہ ہے کہ جو لوگ خلوص دل سے قادیانیت کی حقیقت کے متلاشی رہیں۔ ان کو صحیح صورت حال سے آگاہ کروں۔۔۔۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو عقل سلیم عطا کرے اور صراط مستقیم دکھا دے۔ میں ان کے حق میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ انہیں اس کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ غلط راستے کو ترک کرنے اور جھوٹ سے کنارہ کشی کرنے کے معاملہ میں شجاعت اور جرأتمندی سے کام لیں۔

ومن اظلم ممن ذکر بآیٰت ربہ ثم اعرض عنھا انا من المجرمین منتقمون ۝

ترجمہ:- اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا۔ جس کو اس کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں وہ ان سے اعراض کرے۔ ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لیں گے۔

السجدہ: ۲۲

قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیاۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا ۝ اولئک الذین کفروا بآیٰت ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا ۝ ذلک جزاؤھم جھنم بما کفروا واتخذوا آیٰتی ورسلی ھزوا ۝

الکہف: ۱۰۳-۱۰۶

ترجمہ:- آپ (ان سے) کہئے کہ کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ میں ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی کرائی محنت سب گئی گذری ہوئی اور وہ (بوجہ جہل کے) اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو رب کی آیتوں کا (یعنی کتب الٰہیہ کا) اور اس کے ملنے کا (یعنی قیامت کا) انکار کر رہے ہیں۔ سو (اس لئے) ان کے سارے کام غارت ہو گئے تو قیامت کے روز ہم ان کے (نیک اعمال) کا ذرہ بھی وزن قائم نہ کریں گے (بلکہ) ان کی سزا وہی ہوگی یعنی دوزخ اس سبب سے کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور (یہ کہ) میری آیتوں اور پیغمبروں کا مذاق بنایا تھا۔

ان دنوں ہندوستان کے مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین کے خلاف عالمی سطح پر ایک زوردار شورش برپا ہے۔ آنجہانی مرزا صاحب نے ۱۹۰۸ء میں اپنی وفات سے قبل تو دو کر اور اپنے متبعین کو احمدی کے نام سے ممتاز کیا تھا جو بعد میں دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ یہ شورش خاص کر ان مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ قادیانی اسلام کے نام

پر خفیہ طور پر ان کے حقوق پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ اس وجہ سے دوسرے مقامات کے مقابلہ میں پاکستان میں یہ تنازعہ اور اس کی تلخی زیادہ محسوس کی جا رہی ہے۔ یہ صورت حال انہیں صرف مذہبی طور پر ہی نہیں بلکہ سیاسی طور پر متاثر کر رہی ہے۔

جیسا کہ پاکستان کے نام سے ظاہر ہے یہ ملک اسلام کے نام پر عالم وجود میں آیا۔ اسی وجہ سے پاکستان کے دستور کی دفعات میں ایک دفعہ یہ بھی رکھی گئی کہ ملک کے اعلیٰ سیاسی منصب پر صرف مسلمان ہی فائز ہو سکتا ہے۔ یہ دفعہ کسی مذہبی تعصب کے تحت شامل نہیں کی گئی۔ اس کا منشاء صرف اسلام کی مصلحتوں کا تحفظ تھا جو ہمیشہ سے پاکستان کا سرکاری مذہب رہا ہے۔

حصول آزادی کے بعد ہی سے پاکستان کے مسلمان اپنی حکومتوں سے یہ مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور یہ مان لیا جائے کہ قادیانیوں کا تعلق ایسی اقلیت سے ہے جس میں سے نہ وزیر اعظم منتخب ہو سکتا ہے اور نہ صدر حکومت۔ اور اس کا مطلب یہی تھا کہ پاکستان کی نظریاتی حدود کا بھی تحفظ ہو سکے۔

ساری دنیا میں مسلمانوں کی ایک زبردست اکثریت نہ قادیانیت کو اسلام سمجھتی ہے اور نہ ان کو مسلمان مانتی ہے۔ آیئے دیکھیں کہ قادیانیوں کے خلاف دنیا کے مسلمانوں کے اس موقف کی حمایت یا مخالفت میں کیا کیا دلیلیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

بچپن ہی میں میری تربیت کچھ ایسے ماحول میں ہوئی تھی کہ ہندو پاکستان کے قادیانی تبلیغی مشنوں کو میں عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ یہ مشن ہماری دینی سرگرمیوں کی نگرانی اور رہنمائی کرتے تھے۔ جب یہ جماعتیں ہمارے بزرگوں اور ان کی وساطت سے ہم تک پہنچیں تو اسی اعتماد کی وجہ سے ہم ان کی تمام باتوں پر پورا پورا یقین کر لیتے تھے۔

ان کے دعوے بظاہر قابل عمل معلوم ہوتے تھے اور ان کے استدلال کو ہم نیک نیتی کے ساتھ قبول کر لیا کرتے تھے۔ وہ لوگ ان مسائل میں اپنے دعووں کو ثابت کرنے کے لئے اسلامی کتابوں کا حوالہ دیتے تھے اور ہم اپنے اعتماد کی وجہ سے ان حوالوں کی چھان بین کئے بغیر ہی بے چون وچرا قبول کر لیا کرتے تھے۔

ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ ہمیں مسلمانوں کے سواد اعظم سے بیگانہ کر دیں جن کی اسلامی طرز زندگی میں وہ کیڑے نکالا کرتے تھے۔ اس طرح اپنے زعم میں وہ قادیانیت کے نام پر ہمارے سامنے حقیقی اسلام پیش کرتے تھے۔

وہ اکثر ہمیں یہ تاثر دیتے کہ تقسیم ملک سے قبل ہندوستان میں اور اس کے بعد پاکستان میں قادیانیوں کو جس شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا وہ قادیانیت کی صداقت کا حتمی ثبوت ہے۔ کیونکہ کوئی نبی خود اپنی ہی بستی یا اپنے ہی ملک میں آسانی سے قبول نہیں کیا جاتا۔ یہ دلیل ہمیں قابل فہم نظر آتی تھی۔ اس لئے پرخلوص اعتماد کے ساتھ ہم ان کے پیچھے چلتے رہے۔

اسی اعتماد کے ساتھ ہم نے قادیانی نوجوانوں کی کانفرنس سے ۱۹۷۲ء میں خطاب کیا تھا۔ بعد ازاں کچھ ایسے واقعات رونما ہوئے جن کی روشنی میں مجھے قادیانیوں کے ان دعووں کا جو اس وقت تک مقبول ہو چکے تھے از سر نو جائزہ لینا پڑا تاکہ ان کے حوالوں کی مزید چھان بین کی جا سکے۔

میرا مقصد دراصل یہ تھا کہ قادیانیوں کے خلاف روز افزوں مخالفت کے مقابلے کے لئے خود کو مضبوطی کے ساتھ تیار کروں۔ یونیورسٹی کے ایک استاد کی حیثیت سے مجھے اس بات کا پورا پورا احساس تھا کہ قادیانیت کی حمایت میں جو اعلانات کرتا رہتا ہوں ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مستند اسلامی کتب حوالہ جات پر مبنی ہوں۔ مگر قادیانی تبلیغی مشن کے حوالہ جات کی اس چھان بین کے مایوس کن نتائج برآمد ہوئے۔

اللہ تعالیٰ اور انسان دونوں کے سامنے مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ان کے

قادیانی مشن دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے

دعووں اور ان کے مفروضہ مقاصد کی خود انہیں کی خاطر میں نے جتنی زیادہ چھان بین کی اتنی ہی وضاحت سے مجھ پر منکشف ہوا کہ قادیانی تبلیغی مشن دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ اور اپنے بہت سے متبعین کی لاعلمی سے ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے۔

اکثر وہ ایسے مصنفین کا حوالہ دیتے ہیں جو کھل کر قادیانی عقائد کے خلاف ہیں۔ مگر یہ حوالے چالاکی کے ساتھ ایسے طور پر پیش کئے جاتے ہیں کہ محسوس ہو کہ یہ مصنفین قادیانی عقائد ہی کی حمایت کر رہے ہیں۔ ایک قاری اور حقیقت حال کا متلاشی یہ بات صرف اسی وقت محسوس کر سکتا ہے جب وہ حوالہ جات کی بنیادی کتابوں کا خود مطالعہ کرے اور ان کے سیاق وسباق کو ذہن میں رکھ کر انہیں پڑھے۔ مثال کے طور پر دعوائے نبوت کی حمایت میں اکثر و بیشتر قادیانی اس حدیث کا حوالہ دیتے ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب کی جاتی ہے۔ ”یہ کہو کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔“

یہ بات قابل ذکر ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی زوجہ مطہرہ رضی کی طرف منسوب یہ حوالہ صحاح ستہ یعنی بخاری، مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ، ترمذی اور نسائی، امام مالک کی موطا یا مسند امام ابن حنبل یا مشکوٰۃ المصابیح وغیرہ حدیث کی ایسی کتابوں میں ہرگز نہیں ہے جو عالمی سطح پر مانی ہوئی حدیث کی کتابیں ہیں۔

اگر میرا موقف غلط ثابت ہو جائے تو میرے والد مجھے مردود اور عاق کر دیں، اجتماعی طور پر قادیانی لعنت بھیجیں اور مجھے سولی پر چڑھا دیں بخلاف اس کے اگر میرا موقف درست ثابت ہو تو نائیجیریا کے سارے قادیانیوں پر جن میں میرے خونی اور خاندانی رشتہ دار بھی شامل ہیں واجب ہو جاتا ہے کہ وہ قادیانیت چھوڑ دیں جیسے کہ میں نے چھوڑ دیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث مجہول الاسناد اور ناقابل اعتبار ہے۔

نیز بخاری و مسلم کی احادیث متواترہ مرفوعہ کے مقابلے میں حجت نہیں۔ مگر قادیانیوں کے یہاں یہی حدیث بڑی گرانقدر سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے مستند احادیث کو سامنے رکھ کر ہمیں اس کا جائزہ لینا چاہیے یہ بات ذہن میں رہے کہ قادیانی جماعت اس حدیث کا حوالہ صرف یہ ثابت کرنے کے لئے دیتی ہے کہ "خاتم النبیین" سے مراد نبی آخر الزمان نہیں ہیں۔

ان کلمات کی تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال کے ذریعہ واضح فرمائی ہے جو صحیح مسلم۔ فضائل ۲۲ میں موجود ہے۔ آپ نے فرمایا: کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی۔ پس لوگ اس کو دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھدی گئی۔ (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا۔ اور میں ہی خاتم النبیین ہوں (یا) مجھ پر تمام رسل ختم کر دیئے گئے۔

مذکورہ حوالہ جات اور دوسری مستند احادیث سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی یہی تھا کہ آپ افضل الانبیاء اور اللہ کے سارے نبیوں میں سب سے آخری نبی تھے اور آپ کے بعد کوئی اور نبی آنے والا نہیں ہے۔ یہی وہ سبب ہے جس کی وجہ سے قرآن کریم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کے لقب سے یاد کیا ہے اور اس پر قرآن مجید کا واضح اعلان موجود ہے "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔"

(یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ کے خاتم النبیین ہونے کے ذکر کا اس بات سے کیا تعلق ہے کہ آپ کا کوئی فرزند باقی نہ رہے گا۔ مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ کے سید الانبیاء ہونے کے باوجود آپ کے فرزند کا منصب نبوت پر فائز نہ ہونا آپ کی عظمت شان کے مناسب نہ تھا اور ادھر اللہ تعالیٰ کو آپ کے بعد کوئی اور نبی بھیجنا نہیں تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی تھی کہ آپ کے کوئی نرینہ اولاد باقی نہ رہے چنانچہ آپ کے یہاں کسی فرزند کا زندہ نہ رہنا بھی اس بات کی ایک بیّن دلیل ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

مترجم!

چونکہ قادیانیوں کے ذہن پر ہمیشہ سے یہ خیال مسلط رہا ہے کہ ہر قیمت پر مرزا غلام احمد کی نبوت ثابت کی جائے، اس لئے یہ لوگ نہایت عجیب و غریب طور پر اور بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ اپنے اس مقصد کی حمایت میں قرآن پاک کی بعض آیتوں کے معنی اور تفسیر، توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں۔ اس قسم کی ہیرپھیر انہوں نے قرآنی آیت "ومن یطع اللہ والرسول......" کے ترجمہ میں کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ "اور جو کوئی اللہ اور اس کے اس نبی...... کی اطاعت کرتا ہے" اس آیت کے جن کلمات کا ترجمہ قادیانی مشن "اور اس کے اس نبی" کی شکل میں کرتے ہیں وہ قرآن کے عربی متن میں "والرسول" ہیں جن کے معنی ہر اعتبار و معیار سے صرف "اور رسول" ہی ہو سکتے ہیں۔ اس کے کوئی اور معنی ہو ہی نہیں سکتے۔ قرآن کے سیاق و سباق سے انحراف کرتے ہوئے (قادیانی) تبلیغی مشن نے جو ترجمہ پیش کیا ہے وہ ان عربی کلمات کے ہو سکتے ہیں "ورسولہ ھذا" یعنی اس کا یہ رسول۔ اگر نام نہاد تبلیغی مشن کی اس کرتوت کا اس کے منطقی نتیجہ تک پیچھا کیا جائے تو اس کے معنی یہی نکلیں گے کہ قرآن میں اپنی طرف سے اضافہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور بلاشبہ اسلامی نقطہ نظر سے یہ ایک سنگین جرم ہے۔ اس لئے کہ اگر صرف قادیانیوں کے ترجمہ کو شائع کیا جائے تو ان کلمات کی حد تک یہ ترجمہ متن سے بالکل مختلف ہو جائیگا۔

کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ نائجیریا اور دوسرے افریقی ملک کے مسلمان جو قادیانی مشن کی رفاقت کا دم بھرتے ہیں اپنی اس رفاقت پر نظر ثانی کریں، اگر وہ واقعی دل سے اس اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو روشناس کرایا۔

قادیانی مشن نے اس آیت شریفہ کے صرف ابتدائی حصہ میں اس لئے اضافہ کیا ہے کہ اپنے غلط ترجمہ کے ذریعہ پوری آیت سے اس کی چول ملا کر اپنی غرض سے ہم آہنگ کر دیں۔ پوری آیت کا ترجمہ یوں ہے:

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین

اولٰئک رفیقا ۔ النساء : ۶۹ ۔

اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہا مانیگا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحا اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔

اس آیت کی غلط تفسیر پیش کر کے قادیانی کہتے ہیں کہ خدا اور رسول کی اتباع کر کے کوئی شخص نبوت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو سکتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ایسے جو بھی نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد مبعوث ہوں گے ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر اور قرآن پر عمل کریں کیونکہ ان کو یہ روحانی مرتبہ براہ

> قادیانی اسے پسند کریں یا نہ کریں، قادیانیت یا تو معدوم ہو کر صرف تاریخ کی کتابوں میں باقی رہ جائے گی یا کسی اور مذہب میں تبدیل ہو جائے گی۔

راست نہیں ملے گا۔ بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے طفیل میں ہی ملے گا۔

اس غلط تفسیر کرنے کا سبب صرف یہ ہے کہ اس متفقہ رائے کے خلاف جس پر مسلمانوں کی زبردست اکثریت کا اجماع ہے اور جس میں خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے مبارک بھی شامل ہے یہ ثابت کیا جا سکے کہ مرزا غلام احمد بھی اللہ کے ایک رسول اور نبی تھے (نعوذ باللہ) یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ قادیانی مشن نے دنیا والوں کو اس تفسیر سے آگاہ کیوں نہیں کیا جو قرآنی الفاظ کی مستند قاموس کی روشنی میں کی گئی ہے مثلاً مفردات راغب یا اس کی روشنی میں جو قرآن و حدیث مفسرین و محدثین کی مشہور و معروف کتابوں میں منقول ہے۔ قادیانی یقیناً اس تفسیر سے انکار نہیں کر سکتے جس کو اسلامی علوم اور تفسیر قرآن کے مستند علماء اس آیت کے بارے میں آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے احاطۂ تحریر میں لا چکے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر پر بحث کرتے ہوئے ابن کثیر (بیروت ایڈیشن ۱۹۶۹ء جلد ا صفحہ ۵۲۲) کہتے ہیں: "یعنی جو کوئی بھی اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے احکام پر چلتا ہے اور ان چیزوں سے بچتا ہے جس سے اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا ہے تو اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کو اپنے عالیشان محل میں ان لوگوں کے ساتھ رکھیگا جن پر اس نے انعام فرمایا۔ وہاں کو رفاقت عطا فرمائے گا نبیوں کی، پھر ان کے بعد مذکورہ صدیقین کی پھر شہیدوں کی اور عام مومنوں کی جو متقی ہیں اور جو چھپ کر اور علانیہ نیک عمل کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان کی تعریف یوں بیان فرمائیگا۔ وہ یہ بڑی اچھی رفاقت میں ہیں۔

حدیث کی بہت سی کتابیں مثلاً مسلم، مسند احمد بن حنبل وغیرہ کی روایات میں اس واقعہ کا ذکر موجود ہے جو اس آیت کا شان نزول ہے۔ مدینہ کے انصار میں سے ایک شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کا چہرہ اداس تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اداسی کا سبب دریافت فرمایا۔

"اے رفیق میں کیوں تمہیں اداس دیکھتا ہوں؟"

"اے اللہ کے رسول میں کسی سوچ میں پڑ گیا ہوں۔"

"وہ کیا ہے؟"

"ہم لوگ رات دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے ہیں آپ کے روئے مبارک کو دیکھتے ہیں اور آپ کی صحبت سے مشرف ہوتے ہیں شاید کل قیامت کو آپ نبیوں کے پاس اٹھائے جائیں اور آپ تک ہماری رسائی نہ ہو سکے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا پھر حضرت جبرئیل وحی میں آیت لائے اور فرمایا کہ وہ لوگ جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں روز قیامت انبیاء وغیرہم کے ساتھ ہوں گے۔ یہ ہے آیت کا شان نزول اور اس کی سیدھی سادھی تفسیر۔ یہ اتنی واضح ہے کہ کسی مزید تشریح کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

میری صرف یہی خواہش ہے کہ قادیانی حضرات مناسب انداز میں اس پر غور و خوض کریں اور ان مذہبی عقائد کو مسترد کر دیں جن کے جال میں ان کے مبلغین نے بڑی کامیابی کے ساتھ انہیں پھنسا رکھا ہے۔

یہ امر مسلم ہے کہ کوئی شخص یا ایک جماعت جمہور کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دھوکے میں نہیں رکھ سکتی۔ کسی نہ کسی دن اس فریب کی قلعی کھل جائے گی۔ اے بھولے قادیانیو! ذرا غور کرو اور نظر ثانی کرو (اپنے گمراہ کن عقائد پر)۔ اب دیکھئے اس قرآنی آیت کو:-

یٰبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیٰتی فمن اتقٰی واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ۝ (الاعراف: ۳۵)

قادیانی مشن نے اپنے حوالہ میں جو اس کا ذکر کیا ہے تو وہ بھی سیاق و سباق سے بالکل ہٹ کر غلط تفسیر پیش کی ہے اور ایک کہانی ہے جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے اس غلط نظریہ کی پشت پناہی کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی سلسلہ نبوت جاری ہے۔

قرآن کی تکذیب اور معنوی تحریف کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کا ایک، دوسرا عقیدہ یہ بھی ہے کہ وہ مسلمانوں کی نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہوں۔ قرآن کی مخالفت کے علاوہ یہ عقیدہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم کی بھی مخالفت کرتا ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول جو ابن ماجہ۔ الفتن ۸، حنبل ۴/۲۷۸۔ ۳۵۷ اور ۳۸۲ میں مروی ہے یوں آیا ہے:

"میری امت کا اجماع غلطی پر نہیں ہوگا۔ تم قضیۃ المسلمین پر سوادِ اعظم کے فیصلوں پر عمل کرنا واجب ہوگا جس شخص نے ایک بالشت کے برابر بھی امت سے کنارہ کشی اختیار کی تو اس نے گویا اسلام کے حلقے کو اپنی گردن سے اتار پھینکا"

یہ حدیث بھی حقیقتاً اس قدر واضح ہے کہ کسی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ قادیانیوں کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ اپنی لڑکیوں کی شادی مسلمانوں سے نہ کریں یہ بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ اپنے اس عقیدہ کی حمایت میں وہ اسلام کے اس حکم کا حوالہ دیتے ہیں کہ مسلمان عورتوں کی شادی غیر مسلموں کے ساتھ نہیں کرنی چاہئے۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ

قادیانی لوگ مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس عقیدہ کا جواز صرف اسی صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے جبکہ قادیانیت کو (غیر احمدی) اسلام سے بالکل ہی مختلف مذہب قرار دیا جائے ورنہ بصورت دیگر یہ عقیدہ بالکل ہی ناجائز اور ناقابلِ دفاع ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر سعودی عرب کی حکومت یا کوئی اور حکومت قادیانیت کو غیر اسلام اور قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھتی ہے تو کون ہے جو اس حقیقت کو مان لینے کے بعد بھی آسانی سے ان حکومتوں کو موردِ الزام ٹھیرائے گا۔

قادیانیوں کی ایک دوسری خصوصیت جو انہیں مسلمانوں سے الگ تھلگ کر دیتی ہے ان کی وہ چالبازی ہے جس کے ذریعہ سے وہ اپنے آپ کو مسلمانوں پر مسلط کرتے ہیں۔ یہ جانتے ہوئے کہ مسلمان ان کو منہ نہیں لگاتے وہ اپنی جماعت کے تعلیم یافتہ ارکان کو حکومت کی کلیدی اسامیوں پر فائز کرانے کی کوشش کرتے ہیں اور ایسے افراد کی وساطت سے اسلام کے نام پر قادیانیت کے مفاد میں پوشیدہ طور پر بالواسطہ سرگرمِ عمل رہتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ قادیانی حضرات کے لئے اب وہ وقت آگیا ہے کہ دنیا کے سامنے اپنا موقف ظاہر کر دیں کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اگر وہ خود کو مسلمان سمجھتے ہیں تو ان کو مسلمانوں کی اجماعی رائے پر عمل کرنا ہوگا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی تابع کے خیال سے دست بردار ہونا پڑیگا اور دیگر باطل جھوٹے عقائد کو بھی یکسر چھوڑنا ہوگا۔ انہیں اسلام کو مستحکم اور متحد کرنے کے لئے دوسرے مسلمانوں کے دوش بدوش کام کرنا ہوگا وہ اس فریضہ کو دوسرے مسلمانوں سے مل جل کر ہی بخوبی انجام دے سکتے ہیں بجائے اس کے کہ وہ اپنے گمراہ کن عقیدوں اور طرزِ عمل کے ذریعہ انہیں الگ تھلگ

کر دیں۔ بخلاف اس کے اگر قادیانی کسی مخصوص جماعت سے تعلق رکھنے پر مصر ہیں تو انہیں چاہئے کہ دوسرے مسلمانوں سے الگ رہیں اور اپنی امتیازی حیثیت کا اعلان کر دیں تاکہ جو لوگ قادیانیت اختیار کریں ان کو شروع سے ہی اصلیت کا علم ہو جائے کہ وہ ایک نئے مذہب میں داخل ہو رہے ہیں بجائے اسکے کہ وہ اس غلط فہمی میں مبتلا رہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔

قادیانیت کے نام کو چھپائے رکھنے کے لئے یہ عذر کافی نہیں ہے کہ ایک طبقہ غلام احمد کو صرف مجدد مانتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ (اگر انہیں مجدد فرض بھی کر لیا جائے تو) اسلام میں صرف یہی ایک صاحب مجدد نہیں ہوئے ہیں۔ مختلف اوقات میں بہت سے مصلحینِ اسلام غلام احمد سے قبل آچکے ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے اسلام کی مجموعی ترقی کے لئے خصوصی فرائض انجام دیئے ہیں۔ مگر ان میں سے کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسلام نے ایسی کوئی شرط عائد نہیں کی ہے کہ کوئی مصلح اپنی ایک خاص جماعت بنا کر اس کا کوئی خاص نام رکھ دے۔ غلام احمد سے قبل کبھی کسی سابق مجدد نے ایسا نہیں کیا۔ مثلاً اسلام کے سب سے رفیع الشان مصلح وہ حضرت امام غزالیؒ تھے۔ انہوں نے کبھی کسی خاص نام سے کوئی خاص جماعت نہیں بنائی (اس کے علاوہ اسلام کے کسی مجدد یا مصلح نے کبھی خود یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اللہ نے اسے مجدد یا مصلح بنا کر بھیجا ہے یہ لقب تو امت کی زندگی میں یا وفات کے بعد ان کی دینی خدمات کے اعتراف میں جمہور اسے دیتی ہے۔ جو شخص خود اس قسم کا دعویٰ کرے اور اپنی مجددیت کا ڈھنڈورا پیٹے وہ یقیناً کوئی فریبی ہی ہو سکتا ہے۔ مترجم)

میں اس سے بخوبی واقف ہوں کہ جہاں تک نائجیریا اور دوسری جگہ مثلاً لاہوری قادیانیوں کا تعلق ہے۔ وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ غلام احمد صرف ایک مجدد یا مصلح تھے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مسلمان، دونوں جماعتوں میں کوئی فرق نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب کی حکومت بھی ان دونوں کے ساتھ یکساں معاملہ کرتی ہے۔ اور اپنے اس موقف کی یہ دلیل پیش کرتی ہے کہ اگر ان دونوں جماعتوں کے درمیان کوئی معتد بہ فرق ہے تو یہ دونوں ایک ہی مشترک نام یعنی "احمدیت" سے کیوں موسوم ہیں۔ سارے قادیانیوں کے نزدیک "احمدیت" (یا احمدی) کا نام بانی قادیانیت یعنی غلام احمد کے نام پر ہی

اگر یہ سچ ہے (بقول قادیانیوں کے) کہ قادیانیت عین اسلام ہے، تو کیا وجہ ہے کہ قادیانی مسلمانوں کے درمیان قادیانیت کی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں۔

قبولِ اسلام

دکھا گیا ہے۔ ... اور ایک دوسرے نام "قادیانی" سے بھی یاد کرتے ہیں جو مرزا غلام احمد کی جائے ولادت ہندوستان کے قصبہ قادیان سے منسوب ہے۔

قادیانی اسے پسند کریں یا نہ کریں قادیانیت یا تو معدوم ہو کر صرف تاریخ کی کتابوں میں باقی رہ جائے گی یا کسی اور مذہب کی شکل میں تبدیل ہو جائے گی۔

(لاہوری جماعت یہ دعویٰ بھی کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی دعوائے نبوت نہیں کیا۔ بلکہ قادیانی جماعت نے غلام احمد کی تحریروں میں تحریف کر کے انہیں نبی بنا دیا۔ اگر اسے صحیح فرض کر لیا جائے تو ایک جماعت دوسری جماعت کے نزدیک کافر ہو گئی۔ بایں ہمہ کسی جماعت نے دوسری جماعت کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر نہیں کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں جماعتیں اپنی اپنی جگہ ایک ہی مقصد کی خدمت کر رہی ہیں۔ مترجم)

اگر یہ سچ ہے کہ (بقول قادیانیوں کے) کہ قادیانیت عین اسلام ہے تو کیا وجہ ہے کہ قادیانی مسلمانوں کے درمیان قادیانیت کی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں۔ کیا اس تبلیغی مہم سے ظاہر نہیں ہوتا کہ قادیانیت بذاتِ خود ایک الگ مذہب ہے؟ اگر قادیانیت کوئی نیا مذہب نہیں ہے تو ان کے مبلغ اپنے قادیانیوں کو یہ سبق کیوں پڑھاتے ہیں؟ وہ کہ جب کبھی کوئی احمدی کسی نئی جگہ جائے اور اس پاس کوئی دوسرا احمدی نہ پائے تو وہ اس وقت تک اکیلا ہی نماز پڑھتا رہے جب تک کہ دوسروں کو احمدی نہ بنا لے۔ اور پھر بعد میں ایسے "نو احمدیوں" کے ساتھ باجماعت نماز کا اہتمام کرے؟ یہ ہیں وہ سوالات جو قادیانیت کے بارے میں ذہن میں ابھرتے ہیں۔

میری تمنا ہے کہ نائیجیریا اور دیگر ممالک کے قادیانی غور و فکر کریں اور قادیانیت کے ساتھ اپنی وابستگی پر نظرِ ثانی کریں۔ اگر وہ واقعی حقیقی اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں تو گرہ باندھ لیں کہ اس سوال کا جواب "قادیانیت" نہیں ہے۔

اگر میرا موقف غلط ثابت ہو جائے تو میرے والد مجھے مردود اور عاق کر دیں، اجتماعی طور پر قادیانی مجھ پر لعنت بھیجیں اور مجھے سولی پر چڑھا دیں۔ بخلاف اس کے اگر میرا موقف درست ثابت ہو تو نائیجیریا کے سارے قادیانیوں پر، جن میں میرے عزیز اور خاندانی رشتہ دار بھی شامل ہیں، واجب ہو جاتا ہے کہ (قادیانیت کے ساتھ) اپنے تعلق پر نظرِ ثانی کریں اور جیسا کہ میں نے خود کیا ہے۔

اللہ عز و جل کے حضور خشوع و خضوع کے ساتھ دست بدعا ہوں کہ اللہ انہیں سچے اسلام کی راہ دکھائے اور اس پر گامزن ہونے کی انہیں توفیق دے۔

والسلام علی من اتبع الهدیٰ (طٰهٰ : ۴۷)

آخیر میں نہایت سنجیدگی اور خلوص کے ساتھ میں ان سب لوگوں سے جو اسلام کی محبت اور تلاش میں اب تک قادیانیت سے چمٹے ہوئے ہیں اپیل کرتا ہوں کہ وہ اچھی طرح یہ سمجھ لیں کہ کسی اعتبار سے بھی قادیانیت اسلام نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس کے بانی نے اسکو (قادیانیت کا) نام دیا اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ شروع سے (اسلام سے جدا) یہ ایک نیا مذہب رہا ہے۔ علاوہ بریں قادیانیوں کے چند بنیادی عقائد اور اعمال قادیانیت کو اسلام سے بالکل جدا کر دیتے ہیں۔ مجھے اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ ہر شخص اس معاملہ میں آزاد ہے کہ وہ اپنی پسند کے مطابق جو مذہب چاہے اختیار کرے اور اس کے مطابق عمل کرے۔ بلاشک و شبہ یہ قانونی قواعد و ضوابط اور بنیادی انسانی حقوق کی قرارداد کے عین مطابق ہے۔ بایں ہمہ یہ بات بھی اہم ہے کہ ایک شخص کا ذہن اس کام کے بارے میں بہت صاف ہونا چاہئے جسے کہ وہ کر رہا ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قادیانیت اسلام سے الگ کوئی اور ہی مذہب ہے۔ اس لئے اس کے کٹر پیروؤں کو قرآن کے اس ارشاد کو یاد رکھنا چاہئے اور اس پر غور و فکر کر لینی چاہئے کہ "جو بھی اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کا طالب ہو تو اس سے وہ مذہب قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں ہو گا؟"

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه (آل عمران : ۸۵)

قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا (بنی اسرائیل ۸۱)

والسلام علی من اتبع الهدیٰ

نوٹ یہ مضمون انگریزی رسالہ "یونیورسل میسج" ماہ مئی ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا تھا۔

بقیہ گمراہی کا اصل سبب

یہ اتنی بڑی چیزیں نہیں۔ کہ ان کی اصولاً مذمت ہی کی جائے۔ بلکہ یہ تو انسانی اصلاح معیشت کا ایک قدرتی دستور العمل بھی ہیں۔ بہت سی ایسی اصلاحات جنہیں نفس انسانی قبول کرنا گوارا نہیں کرتا۔ لیکن خاندانی رسم و رواج کی بنا پر انہیں خوشی خوشی قبول کر لیتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ انسانوں میں کوئی فاسد عنصر محض اپنے جبر اور جہل کی وجہ سے کوئی بات کر گذرتا ہے۔ غریب طبقہ اپنی لاچاری کی بنا پر بے بس ہوتا ہے۔ علماء بھی اپنی بے دست و پائی کی وجہ سے اغماض کر لیتے ہیں جب بغیر کسی انقلاب کے اسی حال پر کچھ زمانہ گذرتا ہے۔ تو یہ ایک عام عادت بن جاتی ہے۔ اور اہل مذہب اس کو اپنے مذہب کا جزو بنا دیتے ہیں اسی طرح فاسد عادات کچھ زمانہ کے بعد مذہبیت کا رنگ پیدا کر لیتی ہیں۔ یہ عادات بعض جیلا رہیں اتنی راسخ ہو جاتی ہیں۔ کہ ان کے خلاف آواز اٹھانا گویا علم جہاد بلند کرنا ہے۔

تبصرہ

فیصلہ جیمس آباد

مرزائی امّت کے کفر وارتداد کے اسباب

حضرت شیخ سید محمد یوسف بنوری نوّاللہ مرقدہٗ کی تحریر کردہ ایک یادگار تحریر۔

فاضل جج نے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور اجماع امّت سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، مرزا غلام احمد اور آپ کے پیروؤں کے جو عقائد و نظریات ان ہی کے لٹریچر سے پیش کئے ہیں اور جن کو سامنے رکھ کر فاضل جج نے مرزائیوں کے کفر وارتداد کا فیصلہ کیا ہے، ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

(۱) مرزا غلام احمد نے ختم نبوت کے اسلامی عقیدہ سے انحراف کیا ہے۔

(۲) انہوں نے بہت سے مقامات پر نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

(۳) انہوں نے بہت سی ان آیات کو جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ جو اپنی ذات پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔

(۴) انہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

(۵) انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے نسب پر طعن کیا ہے اور ان کی دادیوں اور نانیوں کے خلاف غیر شائستہ زبان استعمال کی ہے۔

(۶) انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے بارے میں توہین آمیز کلمات کہے ہیں

(۷) انہوں نے اپنے لئے نزول وحی کا دعویٰ کیا ہے

(۸) انہوں نے قرآن مجید کی آیات کو دیدہ و دانستہ مسخ کیا ہے۔

(۹) انہوں نے نزول عیسیٰؑ کے اسلامی عقیدے کا انکار کیا ہے اور اس کی من مانی تاویلات کی ہیں۔

(۱۰) انہوں نے تمام مسلمانوں کو جو ان پر ایمان نہیں لائے، کافر قرار دیا ہے۔

(۱۱) انہوں نے اپنے پیروؤں کو مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا ہے۔

(۱۲) انہوں نے مرزائیوں کو مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے روکا ہے۔

(۱۳) انہوں نے مرزائیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے نکاح میں اپنی بیٹیاں نہ دیں کیونکہ وہ کافر ہیں۔

(۱۴) انہوں نے ایک خواب کے حوالے سے خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور آسمانوں کی تخلیق کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

(۱۵) مرزائیوں نے "الفضل" ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء میں دعویٰ کیا ہے۔ "ہر شخص بڑے سے بڑا مرتبہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔"

(۱۶) مرزائیوں کا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا وہی مرتبہ ہے جو صحابہؓ رسول ﷺ کا تھا۔

(۱۷) مرزا غلام احمد نے اپنی نبوت پر ظل اور بروز کا پردہ ڈالا ہے اور یہ بقول علامہ اقبال مجوسیوں کا عقیدہ ہے۔

(۱۸) انہوں نے تنسیخ جہاد کا دعویٰ کیا ہے۔

فاضل جج نے مرزائی لٹریچر کے ان اقتباسات سے جو "مشتے نمونہ از خروارے" کا مصداق ہے، یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مرزا غلام احمد اور ان کے پیروؤں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ فاضل جج نے اس سلسلے میں جو ریمارکس دیئے ہیں ان کے چند اقتباس ملاحظہ ہوں۔ موصوف لکھتے ہیں:

"قرآن پاک اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مندرجہ بالا ارشادات کے بعد یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کہ مدعا علیہ (مرزائی) نے خود کو (نعوذ باللہ) پیغمبروں کی صف میں کھڑا کر دیا ہے اور اس کے ممدوح مرزا غلام احمد نے بھی اپنے پیغمبر، نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

مدعا علیہ اور مرزا غلام احمد دونوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک بالکل مختلف تصور پیش کیا ہے جو مسلمانوں کے مسلمہ عقائد کے یکسر منافی ہے اور

تبصرہ

قرآن پاک کی تعلیمات سے متصادم ہے۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں :-

"دیگل اتھارٹی کے پورے احترام کے ساتھ میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں نہ صرف یہ کہ بنیادی اور نظریاتی اختلاف موجود ہے۔ بلکہ ان میں عقیدے اور اعلان نبوت کے بارے میں بھی اختلافات موجود ہیں نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کا نزول، قرآن پاک کی آیات کو منسوخ کرنا، میری رائے میں کسی شخص کو بھی مرتد قرار دینے کے لئے کافی ہیں۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

"رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے زیادہ اور کوئی توہین نہیں ہو سکتی کہ مرزا غلام احمد جیسا شخص یا مدعا علیہ یا کوئی اور خود کو پیغمبران کرام (علیہم السلام) کی صف میں کھڑا کرنے کی جسارت کرے۔ کوئی مسلمان کسی شخص کی طرف سے ایسا دعویٰ برداشت نہیں کر سکتا اور نہ قرآن و حدیث سے اس طرح کے دعوے کی تائید لائی جا سکتی ہے۔" "مرزا غلام احمد نے دانستہ طور پر قرآن پاک کی آیات خود سے منسوب کی ہیں اور انہیں خود ساختہ معنی پہنائے ہیں، تاکہ وہ دوسروں کو گمراہ کر سکیں اور یہ بے خبر اور جاہل لوگوں کو گمراہ کرنے کی ایسی سنگین غلط بیانی ہے جو جان بوجھ کر روا رکھی گئی اور جو اسلام کی نظر میں گناہ کبیرہ ہے۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں :-

"پیغمبران کرام کے بارے میں غیر شائستہ زبان کا استعمال ہی کسی کے ارتداد کے اظہار کی غمازی کرنے کے لئے کافی ہے۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں :-

"مرزا غلام احمد یا مدعا علیہ کی نام نہاد نبوت پر ایمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی کھلی تنقیص ہے۔ جس کی وضاحت خداوند تعالیٰ نے قرآن پاک میں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں کر دی ہے۔ مدعا علیہ اور مرزا غلام احمد نے امتی نبی یا رسول اللہ یا ظلی اور بروزی نبی کا جو تصور پیش کیا ہے وہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کے منافی ہے۔ اس کی کوئی سند قرآن اور حدیث سے نہیں ملتی اور نہ مدعا علیہ اور مرزا غلام احمد کے تصور کی تائید کسی اور ذریعے سے ہوتی ہے، امتی نبی کا تصور انتہائی غیر اسلامی ہے اور یہ مرزا غلام احمد اور مدعا علیہ کی من گھڑت تصنیف ہے۔"

فاضل جج آگے چل کر اپنے فیصلے میں مزید لکھتے ہیں :-

"مندرجہ بالا امور کے پیش نظر میں یہ قرار دینے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا کہ مدعا علیہ اور ان کے ممدوح مرزا غلام احمد نبوت کے جھوٹے مدعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے الہامات وصول کرنے کے متعلق بھی ان کے دعوے باطل اور مسلمانوں کے اس عقیدے کے منافی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ کی طرف سے نزول وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔"

"مسلمانوں میں اس امر میں اجماع ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور اگر کوئی اس کے برعکس عقیدہ رکھتا ہے تو وہ یقیناً کافر اور مرتد ہے۔"

"مرزا غلام احمد نے قرآن مجید کی آیات کو توڑ مروڑ کر اور غلط رنگ میں پیش کیا ہے، اور اس طرح انہوں نے ناواقف اور جاہل لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے جہاد کو منسوخ قرار دیا ہے اور شریعت محمدیؐ میں تحریف کی ہے۔ اس لئے مدعا علیہ کو جس نے خود اپنی نبوت کا اعلان کیا ہے۔ نیز مرزا غلام احمد اور ان کی نبوت پر اپنے ایمان کا اعلان کیا ہے، بلا کسی تردد کے کافر اور مرتد قرار دیا جا سکتا ہے۔"

قادیانی مسئلہ میں فاضل عدالت کا فیصلہ اتنا واضح ہے کہ اس پر کسی اضافہ کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ یہ فیصلہ جو قرآن مجید، احادیث نبویہ، اور اجماع امت کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ پوری ملت اسلامیہ کے احساسات کی ٹھیک ٹھیک ترجمانی ہے اس فیصلہ کا اطلاق جس طرح "قادیانی پارٹی" پر ہوتا ہے، ٹھیک اسی طرح لاہوری پارٹی کے موقف کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

بعض ناواقف اور جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ مرزائیوں کی قادیانی پارٹی تو بلاشبہ دائرہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتی ہے لیکن لاہوری پارٹی مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتی۔ اس لئے اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا مشکل ہے۔ یہ موقف شریعت اسلام اور لاہوری پارٹی دونوں کی حقیقت سے بیک وقت جہالت اور ناواقفی کی دلیل ہے۔

اولاً

لاہوری پارٹی جس کی قیادت مولوی محمد علی (مرید مرزا غلام احمد قادیانی) کے ہاتھوں میں تھی، مرزا غلام احمد اور ان کے خلیفہ اول حکیم نور الدین کے زمانے تک ٹھیک ان ہی نظریات اور عقائد کی حامل تھی جو دوسرے قادیانیوں کے ہیں۔ مولوی محمد علی اور ان کے ہمنواؤں کی اس وقت کی تحریریں شاہد ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے تھے اور اس کا برملا اعلان کرتے تھے۔ مرزا صاحب کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین سے ذاتی اور سیاسی اختلافات کی بنا پر انہوں نے اپنی ایک الگ پارٹی بنائی اور یہ موقف اختیار کیا کہ مرزا غلام احمد نبی نہیں تھے بلکہ مجدد اعظم تھے پھر مجدد مان کر تمام انبیاء کرام سے ان کو افضل مانتے ہیں۔ اب جب تک یہ پارٹی اپنے سابقہ موقف سے برات کا اظہار کرتے ہوئے تجدید اسلام کا اعلان نہیں کرتی اسے مسلمان تصور نہیں کیا جا سکتا۔ قطعاً

ی تصریح کے مطابق کسی مرتد کا اسلام اسی وقت معتبر ہوگا جب کہ وہ اپنے سابقہ نظریات سے مکمل برأت کا اعلان کرے۔

ثانیاً :- لاہوری پارٹی اگرچہ مرزا غلام احمد کو بظاہر نبی نہیں مانتی لیکن انہیں مسیح موعود و مہدی موعود کے خطاب سے مشرف کرتی ہے۔ مسیح موعود کا خطاب نبوت ہی کی ایک تعبیر ہے۔ اس لئے مرزا غلام احمد جیسے لوگوں کو مسیح موعود کہنا یقیناً کفر ہے۔

ثالثاً :- جیسا کہ فاضل عدالت نے لکھا ہے کہ غلام احمد کا جھوٹا دعوائے نبوت خود کو انبیاء کرام کی صف میں لا کھڑا کرنا، قرآنی آیات کو مسخ کرنا، انبیائے کرام کی توہین کرنا، عیسیٰ علیہ السلام کی دادیوں اور نانیوں کے بارے میں ناشائستہ الفاظ استعمال کرنا اظہر من الشمس ہے اور کسی تاویل کا متحمل نہیں۔ لاہوری پارٹی ان دعاوی باطلہ کے باوجود مرزا صاحب کو نہ صرف یہ کہ کافر و مرتد نہیں سمجھتی۔ بلکہ مہدی اور مجدد تسلیم کرتی ہے۔ اور یہ خود کفر ہے۔ اگر اسلام میں ایسے مہدی اور مجددوں کا وجود تسلیم کر لیا جائے .... تو اس دین کا خدا ہی حافظ ہے۔ اسی بنا پر ہمارے شیخ امام العصر حضرت العلامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں ؎

وَمَنْ ذَبَّ عَنْهُ اَوْ تَاَوَّلَ قَوْلَهٗ یُکَفَّرْ قَطْعًا لَیْسَ فِیْهِ تَوَانِ

ترجمہ :- "اور جو شخص (کھلے کفر کے باوجود) مرزا صاحب کی جانب مدافعت کریگا یا اس کے اقوال کی تاویل کریگا بغیر کسی جھجک کے اسے بھی قطعی کافر قرار دیا جائے گا۔

فَشَانِیْ شَانِ الْاَنْبِیَاءِ مُکَفَّرٌ وَمَنْ شَکَّ فِیْ هٰذَا الْاَوَّلِ ثَانٍ

ترجمہ :- انبیاء علیہم السلام کی شان میں تنقیص کرنے والے کی تکفیر کی جائے گی اور جو اس میں شک کرے وہ بھی اس کے پیچھے ہے۔"

رابعاً :- ان تمام امور سے قطع نظر پارٹی کے سربراہ مولوی محمد علی ایم اے نے اپنی تصنیف میں جن نظریات کا اظہار کیا ہے اور قرآن مجید کی آیات کی جس انداز سے کھلی تحریف کی ہے اور نصوص شرعیہ کو جس طرح مسخ کیا ہے وہ ان کے الحاد اور زندقہ کی کافی دلیل ہے۔ لاہوری پارٹی اپنے سربراہ کے نظریات سے متفق ہے اس لئے بھی ان کا حکم مسلمانوں کا نہیں ہو سکتا۔

نکتہ چہارم

قادیانیوں کو ایک علیحدہ اُمت قرار دینے کا مطالبہ

" فاضل جج، مرزا غلام احمد کی ان تصریحات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

" اس سے ظاہر ہے کہ احمدی (مرزائی) مسلمانوں سے ایک الگ مذہب کے پیرو ہیں، اور علامہ اقبال نے اس وقت کی حکومت ہند کو بالکل درست مشورہ دیا تھا کہ اس طبقہ (احمدیوں) کو مسلمانوں سے یکسر مختلف تصور کیا جائے اور اگر انہیں علیحدہ حیثیت دی گئی تو مسلمان ان کے ساتھ اسی رواداری سے پیش آئیں گے جس کا مظاہرہ وہ دوسرے مذاہب کے پیروؤں سے کرتے ہیں۔ لیکن ایک الگ طبقے کی حیثیت سے زندگی گذارنے کا حق احمدیوں کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ مسلمانوں کے پرسنل لاز میں مداخلت کریں اور انہیں مجبور کریں کہ وہ احمدیوں کو بھی صرف اس لئے اسلام کا ایک فرقہ تسلیم کر لیں کہ انہوں نے اپنے اوپر احمدی مسلم کا لیبل لگا رکھا ہے۔"

فاضل جج کا یہ ریمارک اور علامہ اقبال کا اس وقت کی انگلش گورنمنٹ کو مشورہ دینا کہ وہ مرزائی امت کو مسلمانوں سے ایک جداگانہ اقلیت قرار دے۔ دراصل ان عقائد و نظریات اور طرز عمل کا فطری اور منطقی نتیجہ ہے جو مرزا غلام احمد اور ان کی امت نے اختیار کیا۔

جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے، انہوں نے اسلام کے قطعی اور مسلّمہ عقیدہ ختم نبوت پر تاویل و تحریف کی ضرب لگائی، اپنے دعوائے نبوت کے لئے راستہ پیدا کیا، پھر قرآن مجید کی بے شمار آیات کی تحریف کر کے منصب نبوت سے سرفراز ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس نئی نبوت کے نتیجہ میں ان تمام مسلمانوں کو جو اس نئی نبوت پر ایمان نہیں لائے، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا، اور ان سے تمام مذہبی اور معاشرتی تعلقات منقطع کرنے کا اعلان کیا اور پھر یہ خالی دھمکی ہی نہیں تھی، بلکہ اُس وقت سے آج تک مرزائی امت عملی طور پر بھی مذہب و معاشرت سے مسلمانوں سے کٹی ہوئی ہے۔

اب جب کہ مرزائی اُمت خود مانتی ہے کہ :-

" ان کا یعنی مسلمانوں کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور، اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔"

(الفضل ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء۔ تقریر میاں محمود)

یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے ہمیں اختلاف ہے۔"

(الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء۔ تقریر مرزا محمود)

ان کا اور مسلمانوں کا جب ہر چیز میں اختلاف ہے، مذہب ان کا الگ ...... ان کا الگ، نماز روزہ ان کا الگ، اعتقاد ان کے الگ، معاشرت ان کی الگ، تو آخر کیا وجہ ہے کہ سیاسی طور پر ان کی مردم شماری مسلمانوں سے الگ نہ کی جائے اور ان کو مسلمانوں سے ایک الگ اقلیت قرار نہ دیا جائے۔

علامہ اقبال نے برٹش گورنمنٹ کو یہ حقیقت پسندانہ مشورہ دیا تھا کہ وہ قادیانیوں

تبصرہ

کو مسلمانوں سے ایک الگ اقلیت قرار دے مگر برٹش گورنمنٹ کا مفاد اسی میں تھا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں میں گھل مل کر انہیں دسیسہ کاری کا موقعہ دیا جائے کیونکہ بقول فاضل جج :-

" مرزا غلام احمد نے محض اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں میں انتشار وافتراق پھیلانے کا لائسنس حاصل کر لیا تھا "

اس لئے انگریز کسی قیمت پر اپنے بنائے کھیل کو بگاڑنے پر آمادہ نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر سوال یہ ہے کہ اب جب کہ انگریز کو رخصت ہوئے ربع صدی کا عرصہ گذر چکا ہے، پاکستان کی مسلمان اکثریت سے کیوں توقع نہ رکھی جائے کہ وہ مرزائی امت کو مسلمانوں سے ایک الگ ملت قرار دے۔ ہماری مسلمان حکومت کو مرزائیوں اور مسلمانوں میں کونسی چیز قدر مشترک نظر آتی ہے ؟ اور ملک و ملت کی وہ کونسی مصلحت ہے جس کی بنا پر مرزائیوں کے مسلمان ہونے پر اصرار کیا جائے۔ اور ملت اسلامیہ کا یہ معقول مطالبہ تسلیم نہ کیا جائے ؟ خدا اور رسولؐ کا وہ کونسا حکم ہے جو ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے باغیوں کو ہم اپنی سر آنکھوں پر بٹھا دیں ؟

حقائق مفروضات کے تابع نہیں ہوتے، کوئی مانے یا نہ مانے مگر وہ اپنا وجود منوا کر چھوڑتے ہیں " مرزائی، مسلمانوں سے الگ امت ہے " یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ آفتاب نصف النہار کا انکار کیا جا سکتا ہے، مگر اس کا انکار ممکن نہیں۔ ملت اسلامیہ کے لئے یہ بات ناقابل برداشت ہے کہ حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل ایک اور نبی لاکھڑا کیا جائے، اور پھر اصرار بھی کیا جائے کہ ہم انہیں مسلمان بھی کہیں۔

نکتہ پنجم :-

قادیانیوں کے غیر مسلم قرار پانے کے نتائج

" فاضل عدالت نے قادیانی، مدعا علیہ کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے جو آخری نتیجہ قلم بند کیا ہے وہ یہ ہے

" اندریں حالات میں یہ قرار دیتا ہوں کہ اس مقدمے کے فریقین کے درمیان شادی اسلامی شادی نہیں، بلکہ یہ سترہ سال کی ایک مسلمان لڑکی کی ساٹھ سال کے ایک غیر مسلم کے ساتھ شادی ہے لہذا یہ شادی غیر قانونی اور غیر موثر ہے "

" مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ مدعیہ جو ایک مسلمان عورت ہے، کی شادی مدعا علیہ کے ساتھ جس نے شادی کے وقت خود اپنا قادیانی ہونا تسلیم کیا ہے، اور اس طرح جو غیر مسلم قرار پاتا ہے غیر موثر ہے اور اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔

عدالت کے زیر غور چونکہ صرف ایک شادی کا مقدمہ تھا، اس لئے فاضل عدالت نے ایک قادیانی کو غیر مسلم (مرتد) قرار دیتے ہوئے اس کے ساتھ مسلمان لڑکی کے نکاح کو غیر منعقد قرار دیا مگر اسی فیصلے کی روشنی میں مسلمان یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ :-

(الف) قادیانی چونکہ غیر مسلم (مرتد) ہیں۔ اس لئے انہیں ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(ب) انہیں کلیدی آسامیوں پر فائز کر کے مسلمانوں کے سر پر مسلط نہ کیا جائے۔

(ج) انہیں ایک مسلمان کی حیثیت سے سیاسی حقوق سے متمتع ہونے کا موقع نہ دیا جائے۔

(د) انہیں تبلیغ اسلام کے ڈھونگ سے غیر ممالک میں مرزائیت پھیلانے کے لئے زرمبادلہ نہ دیا جائے۔

(ہ) انہیں آئندہ مسلمانوں کو گمراہ اور مرتد کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

(ز) انہیں اس بات کی اجازت نہ دی جائے کہ وہ مسلمانوں کے بھیس میں حج کو جائیں اور مکہ۔ مدینہ اور مقامات مقدسہ کو اپنے قدموں سے ملوث کریں۔

آخر میں ایک بات ہم مسلمانوں سے بھی کہنا چاہتے ہیں، وہ یہ کہ مرزا غلام احمد اور اس کے متبعین کے عقائد و نظریات سے تمام مسلمان باخبر ہیں۔ ہمارے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ پنجاب کے بعض وکیل اور سیاست دان مرزائیوں کی پیروی اور حمایت کر رہے ہیں۔ تمام مسلمانوں کی دینی غیرت کا تقاضا ہے کہ وہ کسی ایسے سیاسی لیڈر اور بیرسٹر کو منہ نہ لگائیں جو مرزائیوں کی حمایت کے لئے کھڑا ہو۔ اور نہ اس قسم کے شخص کو ووٹ دیں۔ رضا بالکفر کفر ہے۔ جو دل سے اس کفر کی تائید کرے اور دنیاوی منافع کے لئے ان کو مسلمان ثابت کرے ایسا شخص خود اسلام کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور ایسے حالات میں مسلمان حق بجانب ہوں گے کہ یہ اعلان کریں کہ اس قسم کے وکلاء کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ (لہ)

لہ یہ تحریر شعبان ۱۳۹۰ھ کی ہے۔

مقالہ

افسوس صد افسوس

تحریر:۔ علی اصغر چشتی صابری
ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

گمراہی کا اصل سبب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ :-

ابھی تک تو ہم یہی سنتے چلے آ رہے تھے۔ اور عام طور سے مشہور بھی یہی ہے۔ کہ جہالت اور بے علمی گمراہی کا سبب بنتی ہے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ بچپن میں ہم "جاہل" کا لفظ گالی کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اور یہی لفظ تھا جس سے ساتھی بہت چڑتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے استاد صاحب جب کسی طالب علم کو ڈانٹتے تو غصے میں "جاہل کہیں کے" کے الفاظ استعمال کرتے۔ مجھے اس وقت ان کا یہ سٹائل بڑا عجیب لگتا تھا اور اتوار کے دن ہاف ڈے (HALF DAY) ہونے کی وجہ سے "اتالیق" کے نام سے ہمارا ایک پیریڈ لگتا تھا جس میں ہم اپنے ٹاؤن ماسٹر صاحب سے کھل کر سوالات کرتے۔ اور وہ ہمارے معلومات میں اضافہ فرماتے تھے۔ میرے ذہن میں کئی دنوں سے یہ بات کھٹک رہی تھی کہ لفظ "جاہل" کے متعلق اپنے استاد صاحب سے تحقیق کرا لوں۔ ایک تو مجھے خود بڑی اشتیاق تھی۔ پھر کئی ساتھیوں نے بھی مجھ سے اس بارے میں پوچھا تھا۔ جہاں تک اس لفظ کے لفظی معنی کا تعلق ہے۔ تو میرے نزدیک اسے بطور گالی استعمال کرنا اور گالی سمجھنا مناسب نہیں تھا۔ کیونکہ یہ کبھی بھی نہیں ہوتا۔ کہ ایک علاقے کے جملہ افراد پڑھے لکھے ہی ہوں۔ وہاں ان پڑھ کوئی بھی نہ ہو۔ سوسائٹی نام ہے افراد کے مجموعے کا جس میں اعلیٰ قسم کے تعلیم یافتہ بھی ہوتے ہیں۔ اور بالکل ان پڑھ بھی۔ امیر ترین طبقہ بھی ہوتا ہے۔ اور غریب و نادار بھی۔ جوان و نوجوان بھی ہوتے ہیں اور بالکل بچے۔۔۔۔ بڑے بھی۔ دراز قد بھی ہوتے ہیں۔ اور پستہ قد بھی خوبصورت بھی ہوتے ہیں۔ اور بدصورت بھی غرضیکہ ہر لحاظ سے اول اور دوم نمبر کے حضرات ہر ایک معاشرے اور علاقے میں موجود ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو عالم رنگ و بو کی رونق بھی اسی اختلاف میں مضمر ہے۔

اس وقت ہمارے لئے جو مسئلہ بنا ہوا تھا وہ یہ تھا۔ کہ لوگ علم کے لحاظ سے دوسرے نمبر کے طبقہ کو کیوں اتنا برا سمجھتے ہیں۔ خاص کر لفظ "جاہل" سے اتنی نفرت کیوں کی جا رہی ہے۔ کہ اسے عام معاشرے میں بطور گالی استعمال کیا جا رہا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے۔ کہ ایک ایسا شخص جو "الف" سے "ب" تک نہیں جانتا۔ غصے کے دوران فریق مخالف کو "جاہل" کی گالی دیتا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر لطف یہ کہ اپنے لئے وہ لفظ کو سننا گوارا نہیں کرتا۔ حالانکہ حقیقت میں وہ اس لفظ کا مستحق ہوتا ہے۔

بہرحال ایک مرتبہ جب مجھے موقعہ ملا۔ تو میں اپنے استاد صاحب سے پوچھ بیٹھا۔ ان کے جواب کے لئے منتظر میں ہی نہیں۔ دوسرے کلاس فیلوز بھی منتظر تھے ہمارے استاد (خوش حال خان صاحب) سنجیدگی کے لئے بڑے ہی مشہور تھے۔

لیکن میری بات سن کر کافی دیر مسکرائے۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ ہم نے انہیں اس موڈ میں دیکھا۔ اس سلسلے میں ہمارا موقف سننے کے بعد انہوں نے فرمایا۔ "آپ کی بات صحیح ہے۔ میرا خود بھی یہی خیال ہے۔ جہاں تک لفظ "جاہل" سے نفرت کا تعلق ہے۔ تو میں یہی سمجھتا ہوں۔ کہ یہ سامنے نظر آنے والی دور کی پہاڑیاں ہیں جو "گوجر" قوم آباد ہے۔ ان کے اندر اتنی بے خواندگی ہے۔ کہ سو میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں تھا جو لکھ سکے یا پڑھ سکے۔ پھر ان کے رہن سہن، بات چیت اور لباس وغیرہ کا انداز بھی ایسا ہے۔ مجھے ایک عام آدمی دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اسی طرز زندگی کی بنا پر یہ لوگ اس علاقے میں "جاہل" کے لقب سے مشہور ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہاں کا کوئی شخص اپنے لئے یہ لفظ سننا گوارا نہیں کرتا۔ بلکہ چھوٹے بڑے سب اس سے متنفر نظر آتے ہیں۔"

یہ جواب سننے کے بعد مجھے فطری طور پر یہ شوق پیدا ہوا۔ کہ کسی طرح سے ان

پہاڑیوں میں جاکر وہاں کے رہنے والوں کی زندگی کا مطالعہ کروں۔ جب تک مجھ میں یہ استطاعت نہیں تھی۔ اس وقت تک میں نے اپنا یہ معمول بنایا کہ ان پہاڑیوں کی طرف سے جو شخص بھی آتا تھا۔ میں اس کا بطور جائزہ لیتا رہا۔ اور بالآخر استاد کی تمائی ہوئی بات کی تصدیق کرلیتا۔ دو سال کے بعد میں اپنے ایک طالب علم کے ہمراہ ان کے گھر گیا۔ اور تین رات تک وہیں قیام کیا۔ اس دوران میں نے ان کی کئی باتیں نوٹ کیں۔ ان کے بچے صبح سویرے ناشتہ کرنے کے بعد بکریاں لیکر گھروں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ عورتیں کھیتوں میں کام کرنے لگ جاتی ہیں۔ اور مرد گھنے جنگلات میں جاکر لکڑیاں کاٹنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ نماز کا وقت آتا ہے۔ تو ہر ایک بڑی سادگی سے تیاری کرلیتا ہے۔ اور نماز میں مصروف ہوجاتا ہے۔ ان کی ہر بات سے مجھے خلوص ٹپکتا نظر آیا ہے۔ میں نے ان کے تمام جذبات بڑے صاف و شفاف پائے۔ اگرچہ ان پر جہالت کا رنگ چڑھا ہوا تھا لیکن ان کی فطری خوبیوں نے مجھے بڑا متاثر کیا۔ اب لفظ "جاہل" کے اندر جو شدت میں محسوس کر رہا تھا۔ وہ کافی ڈھیل صورت اختیار کر گیا۔ جتنی خدا پرستی میں نے ان میں دیکھی۔ اعلیٰ قسم کے تعلیم یافتہ حضرات کو جانچ کر دیکھا۔ تو معاملہ برعکس نظر آیا۔ موجودہ اسٹیج تک پہنچتے پہنچتے کئی ایسے ایجوکیٹیڈ حضرات سے سابقہ پڑا۔ جن کے تمام حرکات مجھے غیر معقول نظر آئے۔ اور جب بھی ان سے عقل کی روشنی میں بات ہوئی۔ تو فوراً فیشن سے استدلال کیاگیا۔ حالانکہ یہی فیشن ہے۔ جو ہمارے معاشرے کے لئے مصیبت بنا ہوا ہے۔ بال ہیں تو فیشن ایبل، لباس ہے تو فیشن ایبل، جوتا پہنا ہے تو فیشن ایبل حتیٰ کہ رفتار و گفتار ہے۔ تو وہ بھی فیشن ایبل۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ یہ فیشن ہے کیا چیز؟۔ میرے نزدیک تو ہوا پرستی کا دوسرا نام فیشن ہے۔ اور یہی ہوا پرستی گمراہی کا اصل سبب ہے۔ اور اسی کے پھندے میں آج ہمارے تعلیم یافتہ حضرات اور شہری ماحول میں رہنے والے افراد پھنسے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اپنا گذشتہ اور موجودہ مطالعہ کرنے سے میں اس نتیجے پر پہنچا۔ کہ علم کی گمراہی جہل کی گمراہی سے بدتر ہے۔

جس طرح جہالت اور بے علمی گمراہی کا سبب بنتی ہے۔ اسی طرح کبھی علم بھی گمراہی کا سبب ہو جاتا ہے۔ مگر جو گمراہی علم کی راہ سے آتی ہے۔ وہ نتیجہ کے لحاظ سے بہت ہی خطرناک ہوتی ہے۔ یہ گمراہی تاریکی کی گمراہی نہیں۔ بلکہ روشنی کی گمراہی ہوتی ہے۔ جہل کی نہیں۔ علم کی گمراہی ہوتی۔ اسلئے کہ یہاں اسباب ہدایت سب معطل ہو جاتے ہیں۔ کان سنتے نہیں۔ آنکھیں دیکھتی نہیں اور فکر کی تمام صلاحیتیں بیکار ہو جاتی ہیں۔ قلب حق بینی اور فہم کی صلاحیت کھو بیٹھتا ہے۔ سوئے ہوئے کو جگانا کوئی مشکل نہیں۔ لیکن جو جاگ رہا ہے۔ اس کو جگانا بڑا ہی مشکل ہوتا ہے۔ غیر تربیت یافتہ کو تربیت دینا کوئی ایسی بڑی بات نہیں۔ لیکن جو تربیت یافتہ ہو کر غیر تربیت یافتہ بن جائے۔ اس کو تربیت دینا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ یہی وہ شے ہے۔ جس کے متعلق قرآن کہتا ہے۔ "لھم قلوب لا یفقھون بھا، لھم اعین لا یبصرون بھا، لھم اذان لا یسمعون بھا، اولئك کالانعام بل ھم اضل"

> گذشتہ اور موجودہ مطالعہ
> سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں،
> کہ علم کی گمراہی، جہل کی گمراہی
> سے بدتر ہے۔

ہوئی پرست کی غلط جسارت

ہوا پرستی میں لگ جانے والے شخص کو ہوا پرستی میں ہی مزا آتا ہے۔ جو خدا پرستی کو عبادت میں، کیونکہ یہاں اس کو صرف اور صرف اپنی ہوئی ہی نظر آتی ہے۔ اور اسی ہوئی کو وہ خدا سمجھ بیٹھتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک خدا پرست اتباع ہدیٰ کی جستجو کرتا ہے۔ ہوئی پرست اس سے کئی گنا بڑھ کر اپنی ہوئی کے اتباع کے پیچھے رہتا ہے۔ خدا پرست مسجد میں دس پندرہ منٹ عبادت الٰہی میں گذارتا ہے۔ جب کہ ہوا پرست صرف اپنی میک اپ پر دو ڈھائی گھنٹے آسانی سے صرف کر دیتا ہے۔

اتباع ہوئی اور گمراہی لازم و ملزوم ہیں :-

اتباع ہوئی کو گمراہی لازم ہے۔ کیونکہ اتباع ہدیٰ اور اتباع ہوئی دو متضاد نقطے ہیں۔ دونوں کے الگ الگ راستے ہیں۔ الگ الگ منازل اور مدارج ہیں۔ اتباع ہدیٰ کا نتیجہ ہدایت اور کامیابی ہے۔ جب کہ اتباع ہوئی کا انجام ضلالت اور گمراہی ہے۔

سفیان ثوریؒ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص حضرت ابن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خوش اعتقادی میں کہنے لگا۔ "انا علی ھواك" یعنی میں آپ کی خواہش کا متبع ہوں۔ یہ سن کر ابن عباسؓ نے فرمایا "الھویٰ کلہ ضلالۃ" ہوئی سب گمراہی اور ضلالت ہے۔ پھر تادیباً فرمایا۔ "ای شیئ انا علی ھواك" "انا علی ھواك"

قرآن مجید نے جہاں بھی ہوا کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اس کی مذمت ہی فرمائی ہے۔

مقالہ

۵ — افمن کان علیٰ بینۃ من ربہ کمن زین لہ سوء عملہ واتبعوا اھواءھم " یعنی کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے کھلے ہوئے رستے پر ہو ان کے برابر ہو سکتا ہے۔ جنہیں اپنے برے اعمال اچھے نظر آتے ہوں۔ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہوں

یہ کبھی بھی نہیں ہوتا۔ کہ ایک علاقے کے جملہ افراد پڑھے لکھے ہی ہوں۔ وہاں ان پڑھ ایک بھی نہ ہو۔

" سورۃ والنازعات میں ارشاد فرمایا۔

۶ وامّا من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ " جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا۔ بے شک۔ اس کی جگہ جنت ہے۔

" سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا۔ " وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ " یعنی آپ خواہش نفس سے نہیں بولتے۔ بلکہ صرف خدا کی وحی ہوتی ہے۔ جو اس پر نازل ہوتی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ ہویٰ اور وحی دو متضاد چیزیں ہیں۔ ہویٰ صرف اٹکل پچو کا نام ہے۔ کوئی سماوی روشنی اس کے ساتھ نہیں ہوتی۔ اپنے اعمال بد کو اچھی صورت میں سمجھنا اور خدا سے بے خوفی اس کا واحد منشا ہوتا ہے۔ آسمانی وحی سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اور اس لئے ضلالت و گمراہی اس کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے۔ اکانومیکل اور سپریچولی ہر لحاظ سے یہ ایک موذی مرض ہے۔ شخصی مضرت کے لحاظ سے اس کا اثر انسان پر یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کے لئے جملہ آیات ہدایت کلی طور پر معطل ہو جاتے ہیں۔

ہویٰ کی کشش :-

ہویٰ معنوی طور پر اپنے اندر کچھ ایسی کشش رکھتی ہے کہ اس کے اثر بعض مرتبہ غیر اختیاری ہو جاتے ہیں۔ انسان یہ سمجھتا ہے کہ یہ چیز غیر مفید اور ہر لحاظ سے مضر ہے۔ مگر پھر اس کے باطل اثرات گھن کی طرح اندر سے اس کے ایمان کو کھائے جاتے ہیں۔ ایک عقلمند انسان ہوا پرستی کے دام میں پھنس جاتا ہے۔ تو اس ہوا پرستی کی بنا پر وہ ایسے حرکات اپنانے لگتا ہے۔ جنہیں یہ غیر معقول قرار دیتے ہیں ایک بے وقوف بھی تامل نہیں کر سکتا۔ ایک اچھا خاصا ایماندار شخص بھی جب اس وادی میں قدم رکھتا ہے۔ تو کچھ آگے چل کر شکوک و شبہات اور وساوس کی جھاڑیوں میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ اور ہزار کوشش کے باوجود اس کا ایمان زخمی ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ صاحب شریعت نے اس پُرخار وادی میں قدم رکھنے کی ممانعت کر دی۔ مگر افسوس صد افسوس۔ جتنا اُدھر سے ممانعت کی تاکید کی ہے۔ اتنا ہی آج ہم اس وادی کے سیر و سیاحت میں لگے ہوئے ہیں۔

واے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا۔
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا!

قرآن وسنت کا تسلیم نما انکار :-

یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔ کہ علم کی راہ سے جو گمراہی آتی ہے۔ وہ جہل کی گمراہی سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ اور اب مجھے یہ بھی کہنے دیجئے۔ کہ عقل کی راہ سے جو گمراہی آتی ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ ہمارے موجودہ ہوا پرست جب قرآن و سنت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو معیارِ صحت انہیں اپنی عقل ہی نظر آتی ہے۔ پھر جو آیت اور حدیث اس معیار پر پوری اترتی ہو۔ اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔ ورنہ تاویل یا انکار کا راستہ لے لیتے ہیں۔ اور اس معصیت کا عذر گناہ بدتر از گناہ یہ تراشتے ہیں۔ کہ صاحب شریعت کا کلام عقل کے مخالف ہو ہی نہیں سکتا۔ ٹھیک ہے۔ ہم مانتے ہیں۔ لیکن اس عقل کا بھی تو کوئی معیار ہونا چاہیے۔ خلافِ عقل کہنے کا بھی کوئی ضابطہ ہونا چاہیے۔ ان مراحل پر بحث کے بغیر سائنس والوں نے جو طے کر دیا ہے۔ وہ تو آسمانی وحی کا درجہ حاصل کر گیا۔ اور جو وحی حقیقی نے ہدایت کی۔ اسے پرانے قصے سمجھ کر محتاج نقد بھی دیکھا گیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جتنے امور پرواز عقل سے بالاتر ہیں۔ یہ حضرات یا قرآن کا صاف انکار کر لیتے ہیں۔ یا اس طرح تسلیم کر لیتے ہیں۔ جس کو در اصل ایک تسلیم نما انکار ہی کہا جا سکتا ہے۔ بلاشبہ اگر ماوراء عقل مسائل کو صرف عقل کے ذریعہ طے کیا جائے۔ تو یہ مشکل ہے۔ نور وحی کے بغیر نہ وہ دریافت ہوئے۔ اور نہ صفتِ ایمان کے بغیر وہ حدِ یقین میں آ سکتے ہیں۔

گمراہی کی ایک اور پہلو

جہاں تک ملکی، قومی یا خاندانی عادات اور رسم و رواج کا تعلق ہے۔ تو

باقی صفحہ ۱۱ پر

عالم اسلام

یہ بھی ثابت ہوگیا کہ امریکہ لبنان کو مشرق وسطیٰ اور عربی دنیا میں اسی رح اپنی چوکی اور ایک ایسی غیر مسلم (عیسائی) ریاست بنایا جاسکتا ہے جو اس کے مفادات کی محافظ اور اس کی ایجنٹ ہو. ٹھیک جن مقاصد کے تحت برطانیہ نے عالم عرب کے قلب میں اسرائیل کو قائم کیا اور وہ اس وقت کے عرب حکمرانوں کی ضمیر فروشی بے حمیتی اور کوتاہ نظری کی وجہ سے کامیاب ہوگیا جنہوں نے اس کے منشا کی تکمیل میں اپنے حقیر و محدود مقاصد کی خاطر کوئی سنجیدہ اور باعزم مزاحمت نہیں کی بلکہ اپنی پبلک کو دھوکہ دینے کے لیے جنگ کا ایک ڈرامہ کھیلا جس میں ان کو صرف اتنا ہی کردار ادا کرنا تھا. جس کی ان کے اولیائے نعمت کی طرف سے اجازت یا مقصد برآری کے لیے ضرورت تھی۔

راقم المروف کو اپنے ۱۹۵۱ء کے سفر بیت المقدس میں معتبر روایوں اور چشم دید گواہوں کے ذریعہ (جنہوں نے تنہائیوں میں رو رو کر یہ داستان غم سنائی تھی. ان حقائق کا یقینی علم ہے . اور وہ اپنے سفرنامے روزنامچے (مشرق وسطیٰ کی ڈائری) میں ان حقائق کا اظہار کرچکا ہے۔

ان حقائق کے ساتھ جن کا تعلق بیرونی طاقتوں حملہ اور تنظیموں اور ان کا ساتھ دینے والوں سے ہے. اس حقیقت کا بھی علم و انکشاف اور اس کا تسلیم کرنا ضروری ہے. اس المیہ اور قیامت خیز واقعہ کے موقعہ پر جس کے سامنے تمام انسانوں کی گردنیں جھک گئیں. اور ان کو دنیا کے ہر حصہ میں اپنی ذلت و ہزیمت کا احساس ہوا. عالم اسلام کی بے بسی اور عالم عربی کی بے حمیتی و بے حسی کا اظہار ہوا جس سے ان دونوں کو کلیتاً بری نہیں قرار دیا جاسکتا اس کی اصل ذمہ داری مشرق وسطیٰ کی عرب حکومتوں پر ہے. مسلم و عرب عوام (جیسا کہ مجھے خاص ذرائع سے معلوم ہے. اس وقت سخت روحانی کرب اور قلبی اذیت میں مبتلا ہیں لیکن پچھلے واقعات کے نتیجے میں اور بڑی طاقتوں کے اشارے و مشورے پر ان کو بالکل بے بس بنادیا گیا. اس وقت بھی مشرق وسطیٰ میں ایسے بڑے طاقت ور اور مسلم عرب ملک ہیں جو اسرائیل کا تنہا مقابلہ کرسکتے ہیں. لیکن ان کی ساری طاقت صلاحیت و ذہانت اپنے ہی قوموں اور باشندگان ملک کے دینی جذبات اسلامی حمیت اور اظہار خیال کی آزادی اور ایک بہتر اسلامی معاشرہ اور اسلامی زندگی کی خواہش و مطالبہ کو کچلنے اور ہمیشہ کے لیے ان سے خلاصی حاصل کرلینے میں صرف ہورہی ہے. اور اصل میدان جنگ اور معرکہ ان حکومتوں اور قوموں کے درمیان ہے. جو ایک طرف اس کی فرصت نہیں دیتا کہ وہ دو مشترک خطرے کی طرف توجہ کرسکیں. دوسرے انہوں نے اس طاقت ہی کو کمزور و مجبور کردیا. جو حق اور باطل اور انصاف و ظلم کی اس جنگ میں اللہ کے کام آئے اور اپنے جذبہ ایمان اور سرفروشی و جاں سپاری کے وہ نمونے پیش کرتی جو قرون اولیٰ کے ساتھ مخصوص سمجھے جاتے ہیں. اور جس کا تھوڑا سا نمونہ ۱۹۴۷ء ۱۹۴۸ء میں انہوں نے عرب اسرائیل جنگ میں فلسطین کے میدان میں دیکھا تھا. پھر ان حکومتوں کے ساتھ مختلف در آمد کیے ہوئے فلسفوں اور وقتی اغراض کی بنا پر اختلاف و انتشار کی وہ علت لگی ہوئی ہے جس کو صرف وحدت اسلامی، جذبہ ایمانی یا مشترک دشمن کے خطرے کا شدید احساس ہی دور کرسکتا ہے. اور افسوس ہے کہ ان عرب حکومتوں میں اور ان ملکوں میں جنہوں نے قومیت، الحرکت اور البعث العربی کے [illegible] علیحدہ جھنڈے بلند کر رکھے ہیں. متحد کرنے والی ان طاقتوں کا یکسر فقدان ہے. پھر اس کے ساتھ یہ بھی ایک المناک حقیقت ہے کہ جو ممالک نسبتاً ان در آمدہ فلسفوں سے بچے ہوئے ہیں. ان کو دولت کی بہتات اور عیش و تنعم گھن کی طرح کھا چکا ہے. اور اس نے ان کو کسی مہم جوئی، جفاکشی اور سرفروشی کے قابل نہیں رکھا. ان کو تو اتنی بھی توفیق نہیں ہوئی کہ وہ امریکی کمپنیوں اور مال کا مقاطعہ کرکے امریکہ کے طرز عمل سے اپنی بیزاری یا ناپسندیدگی کا اظہار کریں.

اس کے ساتھ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ پورے عالم اسلام میں اس طاقت میں تشویش ناک حد تک انحطاط و زوال پیدا ہوچکا ہے. جس کو قرآن مجید کی اس آیات میں بیان کیا گیا ہے.

ولا تهنوا في ابتغاء القوم ان تكونوا تألمون فانهم يألمون كما تألمون وترجون من الله ما لا يرجون .

اور دشمنوں کے پیچھا کرنے میں سستی نہ کرنا. اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو جس طرح تم بے آرام ہوتے ہو اسی طرح وہ بھی بے آرام ہوتے ہیں. اور تم خدا سے ایسی ایسی امیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھ سکتے)

جس طاقت اور جذبہ ایمانی کے مظاہر قرون اولیٰ کے مسلمانوں، درمیانی وقتوں کے جانبازوں اور تیرہویں صدی ہجری (انیسویں صدی عیسوی) کے وسط میں حضرت سید احمد شہید مولانا اسماعیل شہید کے ترتیب کئے ہوئے ساتھیوں میں نظر آئے. افسوس ہے کہ سید صاحب کی تحریک کے بعد تقریباً ڈیڑھ سو برس سے اس جذبہ ایمانی اور جذبہ قربانی کو زندہ کرنے کی کوئی موثر اور منظم دعوت (کسی قدر مصر کے اخوان کو مستثنیٰ کرکے) سامنے نہیں آئی. اور اس کا نتیجہ مسلمانوں کی بے بسی اور بے کسی، بے حمیتی بے حسی اور اسرائیل اور امریکی فرقے کی بے باکی اور بے پرواہی کی شکل میں نظر آرہا ہے.

آج سے ۹ - ۱۰ سال پہلے ۱۹۷۳ء میں راقم سطور نے بیروت کے چند روزہ قیام کے بعد اپنے سفرنامہ (دریائے کابل سے دریائے یرموک تک) میں

باقی صفحہ ۲۳ پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

سلسلہ
بائبل سے بائبل کی تکذیب

جھوٹ کی پوٹ

اسلام تلوار سے پھیلا ہے؟

تحریر: پروفیسر احسان الحق رانا

لاقانون مذہب مسیحیت کے سوا دنیا میں دوسرا کوئی اور مذہب نہیں جس میں دنیا یا آخرت میں اعمال کے مواخذہ کا تصور موجود نہ ہو۔ اعمال کے مواخذہ کی عدم موجودگی میں یہ عقیدہ بھی مذہب میں شامل ہو جائے کہ حضرت مسیح پر ایمان لانے سے مصلوبیت مسیح ان لوگوں کے گناہوں کا کفارہ بن چکی ہے۔ تو مذہب لاقانون بن کر مادر پدر آزاد معاشرے کو جنم دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مسیحی حکومتوں میں مذہبی قوانین کے تحت سزا دینے کا تصور مفقود ہے جرائم کی روک تھام کے لیے سزا صرف ملکی قوانین کی رو سے دی جاتی ہے۔ یہ قوانین ہر وقت بدلے جا سکتے ہیں۔ مثلاً تورات کی شریعت کی رو سے جان کا بدلہ جان سے لینا لاتبدیل قانون ہے یعنی برطانیہ میں بھی پہلے قتل کی سزا پھانسی تھی۔ لیکن یہ سزا اب ختم کر دی گئی ہے۔ پارلیمنٹ کو اختیار ہے کہ اپنی مرضی سے قوانین بنائے یا منسوخ کرے۔

مادر پدر آزاد معاشرہ لاقانون مذہب کے پیروکاروں پر کوئی اخلاقی پابندی مذہب کی رو سے عائد نہیں ہے۔ خود حضرت مسیح، یہودی اور پولوس مختون تھے۔ جب کہ مسیحیت کے پیروکار نامختون ہیں۔ حالانکہ طبی لحاظ سے بھی اب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ختنہ کرانا صحت مندی کا باعث ہے۔ حضرت مسیح سور نہیں کھاتے تھے جب کہ سور مسیحیوں کی من پسند خوراک ہے۔ وہ خدائے واحد کے پرستار تھے اور خدائے واحد کی فرمانبرداری کی تعلیم دینے سے موحد تھے۔ یہ تثلیثی دیوتا کو خدا مان کر اس کی پرستش کرنے سے مشرک ہیں۔ قرآن مجید کی رو سے: "وہ لوگ بے شبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح خدا ہیں" (۵:۷۲)

مشرق میں ابھی اسلامی معاشرے کے اثر سے شریف النفس لوگ ہیں اور وہ گناہ آلود زندگی بسر کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ جب کہ مغربی تہذیبی طرز زندگی کے زیر اثر مشرق میں بے حیائی اور فحاشی پھیل رہی ہے۔ اور اخلاقی قدریں گرتی جا رہی ہیں۔ مغرب کا مذہب مسیحیت ہے۔ اور کمیونسٹ ممالک بھی بیشتر ازیں مسیحیت ہی کے پیروکار ہونے سے ایسی طرز زندگی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ مذہبی قوانین کی عدم موجودگی سے مغربی ممالک کے لوگ اخلاقی پابندیوں سے آزاد رہ کر ایسی زندگی بسر کر رہے ہیں جسے مشرق میں بے حیائی و فحاشی قرار دیا جاتا ہے۔

وہاں پر زن و مرد شادی کے بغیر کھلم کھلا زندگی بسر کرتے اور بچے پیدا کرتے ہیں انتہا تو یہ ہے کہ لواطت جیسے بدفعل کو جائز قرار دے دیا گیا ہے حالانکہ ان کی کتاب مقدس میں نہایت واضح طور پر یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ قوم لوط کو لواطت کے گناہ کی سزا میں بمعہ ان کے شہر سدوم کے نابود کر دیا گیا تھا (پیدائش باب ۱۹)۔

لواطت کو جائز ٹھہرانے کے لیے برطانوی پارلیمنٹ میں قانون پاس ہوا۔ اور سربراہ مملکت نے اسے رد کرنے کی بجائے اس پر مہر تصدیق ثبت کی۔ حالانکہ سربراہ برطانیہ ملکہ ہو یا بادشاہ، وہ "محافظ دین مسیحیت" کے عہدے کا حامل ہوتا ہے۔ مسیحیت کی رو سے مرد کی مرد کے ساتھ بدفعلی کی منا ہی ہوتی تو ضرور سربراہ برطانیہ "دین مسیحیت کی محافظت" میں لواطت کو جائز قرار دینے کا قانون رد کر دیتا۔

مرد کی مرد کے ساتھ بدفعلی کو جائز قرار دیئے جانے کا باعث پولوس کا توریت کی شریعت کو منسوخ ٹھہرانا ہے۔ کہ توریت کا حکم یہ ہے:۔

"اگر کوئی مرد سے صحبت کرے جیسے عورت سے کرتے ہیں تو دونوں نے نہایت مکروہ کام کیا ہے۔ سو وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں۔ ان کا خون ان ہی کی گردن پر ہوگا۔" (احبار ۲۰:۱۳)۔

الزامی جواب مقام حیرت و عبرت ہے کہ جناب انور قریشی صاحب نے اپنے کتابچہ "عیسائیت کی تبلیغ و تخریب باعث تشویش ہے" میں مسیحی ممالک میں کھلم کھلا شراب نوشی، زنا اور لواطت جیسے بدافعال کے قانوناً جائز ہونے کی نشاندہی کی تو شرما سا ہم نے

عیسائیت

کی بجائے کلام حق گوجرانوالہ کے ۲ نومبر ۱۹۸۱ء کے شمارے میں رسالہ کے مغرب زدہ ایڈیٹر جناب پادری عنایت اللہ مجاہد نے صفحہ ۲۰ پر یہ الزامی جواب دیا۔

"جن خرابیوں کا مصنف نے ذکر کیا ہے یہ سب اسلامی ملکوں میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ دور نہ جائیے۔ یہاں پاکستان ہی کو دیکھ لیجئے۔ جن برائیوں کا آپ نے ذکر کیا ہے ان میں کون سی برائی ہے جو اپنے وطن عزیز میں انتہا تک نہیں پہنچی۔" اسے کہتے ہیں: سوال گندم جواب چنا۔ مغرب کو مسیحیت کا قبلہ و کعبہ جاننے والے مشنریوں سے اسی جواب کی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ وطن عزیز کو بدنام کر کے اپنا قبلہ استوار کریں۔ پیشتر ازیں پاکستان کے بارے میں اس سے بدطریقے میں پاکستان کو بدنام کرنے کے لیے "پاکستان ویلفیئر کرسچین ایسوسی ایشن" نے جانشین کرسچین موومنٹ کی مہر سے، اگست ۱۹۷۶ء میں ایک رسالہ بنام پوسٹ بکس نمبر ۱۲۔ لیوٹن۔ انگلینڈ سے شائع کر رکھا ہے جن کا جواب ہم مناسب موقع پر دیں گے۔

مسئلہ زیر بحث برائی سرزد ہونے کا نہیں بلکہ برائی کو جائز قرار دیا جانا ہے۔ کہ مسیحی ممالک کے قوانین میں فحاشی اور اخلاقی گراوٹ کے اعمال کی کوئی سزا مقرر نہیں۔ انہیں قانونی طور پر جائز ٹھہرا دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ مسیحیت میں شریعت کی منسوخی سے افعال بد کی کوئی سزا مقرر نہ ہونا ہے۔ لیکن اس کے جواز میں مغرب زدہ مشنری نے یہ الزامی جواب دیا ہے کہ دیگر اسلامی ممالک کے علاوہ اپنے ملک پاکستان میں بھی فحاشی و اخلاقی گراوٹ کا دور دورہ ہے۔ مطلب یہ کہ اسلامی ممالک میں برائیوں کے انتہا تک پہنچ جانے کی وجہ سے مسیحی ممالک میں شراب، زنا، جوا، اور لواطت وغیرہ کو قانوناً جائز قرار دے دیا گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی اسلامی ملک میں شراب نوشی، جوا، زنا اور لواطت جیسے فحاشی اور بے حیائی کے کام جائز قرار دے دیئے جائیں تو وہ ملک اسلامی کہلانے کا حقدار نہیں رہتا۔ کیونکہ قرآن کریم کا حکم ہے کہ بے حیائی کے کاموں کے پاس نہ پھٹکو چاہے وہ کھلے ہوں یا پوشیدہ۔

ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس قسم کے الزامی جوابات ان مغرب زدہ مسیحی مشنریوں کے ہوتے ہیں جو خود کو عالم فاضل سمجھتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اینگلو سیکسن تہذیب نے دنیا کو تہذیب سے روشناس کرایا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ ان قوانین کی رو سے بھی ملزم کا جرم جب تک ثابت نہ ہو گا وہ بے گناہ ہے۔ پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں فحاشی اور اخلاقی جرائم کی سزائیں متعین ہیں۔ جب کہ اسلامی شریعت نے ان کے لئے کڑی سزائیں تجویز کر رکھی ہیں ان سزاؤں پر عمل درآمد ملزم کا جرم ثابت ہونے یعنی گواہی اور ثبوت مہیا ہونے پر ہی ہو سکتا ہے۔ اسلامی ممالک میں جن برائیوں کی نشاندہی فاضل مشنری پادری صاحب نے کی ہے۔ وہ مسیحی ممالک کی طرح علی الاعلان کھلا طور پر اور برسر عام سرزد نہیں ہوتیں۔ کہ ہم اخبارات میں اکثر پڑھتے ہیں کہ برسر عام یورپ اور امریکہ میں ہم جنس پرستوں نے مرد و زن کا جیالان کر دیا۔ برائیوں کا ارتکاب دروازہ محدود

[illegible] نہیں آ سکتے۔ تاہم اسلام کی رو سے دنیا میں

سزا نہ بھی ملے مجرم آخرت کے مواخذہ سے بچ نہیں سکتا۔

اسلامی ممالک میں برائیاں انتہا تک پہنچنا کسی بھی لحاظ سے دین مسیحیت میں شریعت کی منسوخی سے دنیا میں سزا نہ ملنے اور کفارہ کے عقیدہ سے آخرت میں سزا سے بچ رہنے کے لیے ذمہ دار نہیں۔ اس لیے مشنریوں کو ہمارا مشورہ ہے کہ عقل و خرد سے کام لیتے ہوئے لا یعنی الزامی جوابات دینے سے پرہیز کریں۔ ہم نے جو کچھ پیش کیا ہے بائبل کی رو سے کیا ہے۔ وہ اگر قرآن مجید کے سوا کسی اور حوالہ سے جواب دیں تو قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ حق و انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ کتاب مقدس کے مقابل صرف کلام اللہ ہی کو پیش کئے جانے تک محدود رہا جائے۔

پولوس کس کا فرستادہ ہے

اپنے پیروکار بنانے کے لئے پولوس نے یروشلم کے ارد گرد کے مقامات کے سوا شام، گلتیہ، انطاکیہ، کرنتھ، یونان اور روم کے کئی شہروں کے سفر کئے۔ اور یونانی رومی بت پرست اقوام کو مسیحیت سے روشناس کرایا۔ یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ یروشلم میں یہودیوں اور مسیحیوں کی مخالفت سے وہاں تبلیغ کرنے سے باز رہا۔ لیکن حیرت اس پر ہے کہ اپنے مشنری دوروں میں پولوس ترسس کے ارد گرد کلکیہ کے اور شہروں میں تو گیا لیکن اپنے آبائی شہر ترسس کو اس نے نظر انداز کئے رکھا۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ آبائی شہر کے لوگ پولوس کے ماضی سے خوب واقف تھے اس لیے وہ ان کا سامنا کرنے سے کتراتا رہا۔

منشاء خداوندی یہ رہا ہے کہ خدا کا فرستادہ رسول اپنی قوم کے لوگوں کو جن میں پیدا ہوا ہو سب سے پہلے خدا کا پیغام سنائے۔ اور وہ کوئی ایسا حکم نہ دے۔ جس پر وہ خود کاربند نہ ہو۔ تاکہ کوئی شخص اس کے گفتار و کردار پر انگشت نمائی نہ کر سکے۔ پولوس کا اپنے آبائی شہر ترسس کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ اور خود مختون ہوتے ہوئے یہ حکم لگانا۔

"دیکھو میں پولس تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیح سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ بلکہ میں ہر ایک ختنہ کرانے والے شخص پر پھر گواہی دیتا ہوں کہ اسے تمام شریعت پر عمل کرنا فرض ہے۔" (گلتیوں ۵: ۲-۳) اس بات کی دلیل ہے کہ پولوس خدا کا فرستادہ نہ تھا۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا شخص رہبر و راہنما کہلا سکتا ہے جو خود تو ختنہ کرائے ہوئے ساری شریعت سے آزاد ہو۔ مگر اپنے پیروکاروں کو حکم دے کہ تم اگر ختنہ کراؤ گے۔ تو ساری شریعت پر عمل کرنے کے پابند ہو جاؤ گے۔

پولوس کا مذہب

پولوس کی تعلیم کا یہ حکم اگر درست ہے کہ ختنہ کرانے کا شریعت کا ایک حکم ماننے سے تمام شریعت پر عمل کرنا فرض ہو جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ شریعت کا کوئی اور حکم احکام ماننے سے بھی ساری شریعت پر عمل کرنا فرض ٹھہرے گا مثلاً شریعت میں زنا اور لواطت کی ممانعت ہے۔ ان بدافعال کی سزا جان سے مار دینا ہے اگر

"مگر اب ہم اس قسم کے انصاف سے مطمئن نہیں ہوتے۔ ہم اصرار سے کہتے ہیں کہ یہ گا کہ سزا ملنے سے مجرم کا جرم مٹ نہیں سکتا۔ اور [illegible]

[illegible] اور ثبوت نہ ہو

سوائے اس کے کہ اپنے بیٹے کے خلاف مقدمہ کھڑا کر دیا۔ اور بے گناہ کو مجرم کی طرح قتل کرے۔ اگر انسان بھی ان لوگوں کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرے تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن اگر خدا خدا کے ساتھ ایسا کرے تو ہم اس کی حمد اور تعظیم کرتے ہیں۔ <u>صفحہ ۱۷۵، ۱۷۶</u>

جاری ہے

ایک ضروری وضاحت

برادرم محترم حضرت مولانا منظور احمد صاحب الحسینی دام عنایتکم

سلام مسنون!

مزاج گرامی — گزارش ہے کہ گذشتہ شمارہ ہفت روزہ ختم نبوت ۳ اپریل پر فرمودات امیر شریعت کے تحت مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں جو صحابہ کرام شہید ہوئے انکی تعداد سات ہزار حافظ قرآن لکھا ہے حالانکہ یہ تعداد صحیح نہیں ہے کل صحابہ کرامؓ جو اس جنگ میں شہید ہوئے ان کی تعداد بارہ ۱۲ سو ہے ان میں سے سات سو قرآن پاک کے حافظ اور قاری تھے۔ تصحیح فرمائیں۔

اس سے قبل ایک دفعہ لکھا تھا کہ ربوہ مرزا محمود کی قبر پر جو کتبہ تھا کہ مجھے امانتاً دفن کیا جائے جب حالات درست ہوں قادیان لے جائیں۔ اسے ہٹا دیا گیا ہے۔ آنجناب کے علم میں ہو کہ وہ کتبہ اب بھی لگا ہوا ہے۔

آپ اور قارئین تصحیح کر لیں۔

فقط والسلام

حضرت مولانا لدھیانوی، باوا صاحب و دیگر احباب کو سلام مسنون۔

(مولانا) خدا بخش شجاع آبادی خطیب جامع مسجد ...

ضرورت ہے

ادارہ ہفت روزہ ختم نبوت کیلئے پاکستان کے ہر شہر میں ایجنٹ حضرات کی ضرورت ہے۔

بقیہ بیروت کا المیہ

ان احساسات و خطرات کا اظہار کیا تھا۔ جو اب واقعہ بن کر سامنے آگئے۔ مصنف کو اسی وقت اندازہ ہو گیا تھا کہ فلسطینی مجاہدین اور پناہ گزین بیروت میں ناخواندہ مہمان کی طرح مقیم ہیں۔ اور وہاں کے عیسائی آبادی اور حکومت نے ان کو دل سے قبول نہیں کیا ہے۔ اور کئی بار فلسطینیوں اور لبنانی فوج میں جھڑپیں ہوئیں۔ یہاں پر اس اقتباس کا نقل کر دینا بے محل نہ ہو گا۔

"۳ جولائی ۷۳ء (اتوار کو) ہم فدائین کے مرکز سے گزرے جہاں لبنانی فوج اور فدائین کے درمیان معرکہ کا تنور گرم ہوا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ مقابل مذہبی جذبات اور متصادم سیاسی اغراض نے اس معرکہ میں کیا کردار ادا کیا ہے۔ ملک کی زندگی اور آبادی کے مختلف عناصر کے باہمی تعلقات پر اس جنگ کا کتنا گہرا اثر ہے۔ عمارتوں کی دیواروں میں گولیوں اور بموں کے نشان اور لوگوں کے دلوں میں ان کے ناسور دیکھے۔ پناہ گزینوں اور فلسطینیوں کا مسئلہ جس پیچیدگی، ابہام اور تضاد کا شکار ہے۔ جس کی نظیر موجودہ دنیا کے دوسرے مسائل میں ملنا مشکل ہے۔ اس کے سمجھنے میں مدد ملی۔

اس علاقہ سے بھی ہمارا گذر ہوا جہاں فلسطینی پناہ گزیں رہتے ہیں۔ اس علاقہ میں افلاس، پسماندگی، گندگی، اپنے مستقبل کی طرف سے مایوسی، بے اعتمادی اور موجودہ حالات سے بیزاری عام ہے۔ یہ تمام چیزیں اس ملک کے لیے نہیں پوری عرب دنیا کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہیں یہ صورت حال ہمیشہ باقی نہیں رہ سکتی خواہ اس کے دور کرنے میں کتنا ہی وقت لگے اور اس پر پردہ ڈالنے کی کیسی ہی کوشش کی جائے۔

دوسری طرف پورا ملک زندگی کی نعمتوں اور آسائشوں سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ اور ہر جگہ دولت کی ریل پیل ہے۔" <u>صفحہ ۱۳۳</u>

خدا کرے یہ واقعہ جس نے سارے عالم اسلام کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے عالم اسلام بالخصوص عالم عربی کی قیادتوں کے اتحاد، اخلاص و عزم اور مسلمانوں میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور نئی بیداری اور تیاری کا سبب بن جائے کہ اس سے کم درجہ کی چیز سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی — بشکریہ ہفت روزہ تقیب

WEEKLY Khatme-Nubbu[...] KARACHI
Registered S. No. 3217

سلام بحضور خیر الانام ؐ

مسلم غازی

اے شہِ دنیا و دیں تم پر سلام
رحمۃ اللعالمین، تم پر سلام

آپ محبوبِ خداوندِ جلیل   اپنی امت کی شفاعت کے کفیل
آپ خلاقِ دو عالم کے خلیل   ہے زباں پر آپؐ کا ذکرِ جمیل

جانِ ایمان و یقیں، تم پر سلام
رحمۃ اللعالمین، تم پر سلام

صاحبِ ختمِ نبوت آپ ہیں   شافعِ روزِ قیامت آپ ہیں
ہادیٔ دین و شریعت آپ ہیں   مرکزِ ایمانِ امت آپ ہیں

سبز گنبد کے مکیں تم پر سلام
رحمۃ العالمین تم پر سلام

اے حبیبِ کبریا تم پر درود   مصطفیٰ و مجتبیٰ تم پر درود!
مظہرِ ذاتِ خدا تم پر درود   عظمتوں کے منتہیٰ تم پر درود

شاہِ فردوسِ بریں تم پر سلام
رحمۃ العالمین، تم پر سلام

بوئے گل، جانِ لطافت آپ ہیں   سر بہ سر کیف و حلاوت آپ ہیں
پرتوِ انوارِ قدرت آپ ہیں   مالکِ گلزارِ جنت آپ ہیں

عرش کے ماہِ مبیں تم پر سلام
رحمۃ العالمین تم پر سلام

سرورِ کون و مکاں، شاہِ امم   ذات تیری مصدرِ حلم و کرم!
اے زہے رفعت نبیٔ ذی حشم   عرشِ اعلیٰ بھی رہا زیرِ قدم

نورِ قرآنِ مبیں تم پر سلام
رحمۃ العالمین تم پر سلام